

(ω/ν)

U. 1364

۲۹۷

فَتْحَتَلِيَانْ

(مُرْتَبَهُ)

بِحَلْيَنْ جَامِيَّ

(ناشر)

رَاجِ پِيلِيشِنْ هَاوُسْ حَيْدَرَ دُكْنْ

سَوْلِ الْجَنْتُ
وِينَا يِكْ پِيلِافِي حَمِيَّ

پُورِ بُجْسْ ۳۶ سَخْنَدَر آبَاد (دُكْنْ)

۶۲۷۹۱۵

۰۲۰

بِلْهُوقَيْجِيْرِيْجِيْنْتَاهِيْس

اَسَاعِتُ اَوَّل سَارِيْجِيْنْجِيْجِيْزَار

۳۰ مِنْ اَپْرِیْل ۱۹۳۵

قِيمَتُ بَعْدِ دَوْلَتِيْجِيْلِدَار
سِيْمَنْ رَوْدِيْسْكِلِدَار

بَا هَتَّافَس
عَرْوَجْ كُوتَدْرُوْنْ تَأْطِيمْ سَاجْ يِيلِيشِيكْ باُوشْ

حَلْبِيْجْ سَاجْ كِيْشَرْ اِبْرَاهِيمْ حِيدَرْ باُادْ

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY

(Oriental Section)

URDU PRINTED BOOKS:

Accession No. ۷۴۵ at. ۱۰.....

Subject.. موسوعہ عوامی ۲۹.۶...

اُنْسَاب

ہندوستان کی اس حین سلمی تبلی کے نام
جو آئندہ ہندوستانی تمشیل بگاری کے
درخواں خوابوں کی صحیح تعمیر ہو گی۔

فہرست

بیشتر مندرجات صفحہ	
۱۔ انتساب	۳۰
۲۔ ابتدائی	۸
۳۔ نئے چھکڑ	۹
۴۔ ایجادیوی	۳۰
۵۔ ارونا دیوی	۵۰
۶۔ اشتالا	۶۱
۷۔ اخیلی دیوی	۵۹
۸۔ اندراء	۳۲
۹۔ انورادھا	۵۶
۱۰۔ انیس خاتون	۵۲
۱۱۔ او ماشیشی	۳۲
۱۲۔ بج رانی	۶۳
۱۳۔ بنبی ختر	۱۰۹
۱۴۔ بیگم پارہ	۹۳
۱۵۔ بنیا پالی	۶۵
۱۶۔ بحارتی دیوی	۱۲۳
۱۷۔ پرالا	۲۱
۱۸۔ پریجا	۱۶۶
۱۹۔ پروتیما و اس گپتا	۳۰
۲۰۔ پشپتی رانی	۳۵
۲۱۔ شریما	۵۵
۲۲۔ جنا	۱۳۰
۲۳۔ بھی شری	۱۰۰
۲۴۔ چندر پریجا	۱۶۲
۲۵۔ چندر کلا	۲۲۳
۲۶۔ حسن بلنو	۳۰۰
۲۷۔ خورشید	۱۳۲
۲۸۔ خورشید (چونیر)	۲۲۲

۱۳۹	- درگاہ حکومتی	۲۰۴	- سردار اختر	۳۶	- فرشتگار مُسند رجات یہ صفحہ
۱۴۰	- دلاری بائی	۲۲۲	- سینہ پرچاپروہان	۳۸	-
۱۴۱	- دیویکارانی	۱۵۵	- سورن لہتا	۹	-
۱۴۲	- رادھارانی	۱۶۳۰	- سونانی دیوی	۵۰	-
۱۴۳	- راج کماری	۱۶۸	- سونیترا	۵۱	-
۱۴۴	- راج کماری شکلا	۱۳۳	- شاقی	۵۲	-
۱۴۵	- راجنی	۱۱۱	- شاشتا آپٹے	۵۳	-
۱۴۶	- رام پاری	۱۹۳	- شاشتا ہیبلیکر	۵۴	-
۱۴۷	- رام ولادی	۱۴۵	- شیشم	۵۵	-
۱۴۸	- رتن مالا	۲۱۶	- شو بخت اسرتھ	۵۶	-
۱۴۹	- رمولا	۱۱۲	- شوشیلا	۵۷	-
۱۵۰	- روپ لیکھا	۲۲۳	- شہزادی	۵۸	-
۱۵۱	- روڑ	۱۹۶	- شیلا	۵۹	-
۱۵۲	- رو میلا	۱۶۲	- کاشتا کماری	۶۰	-
۱۵۳	- روینو کا دیوی	۲۰۳	- کاشن بالا	۶۱	-
۱۵۴	- سادھا بوس	۱۵۱	- کشمکشیں دیش پانڈے	۶۲	-
۱۵۵	- سیتا دیوی	۱۱۶	- سکیانی	۶۳	-
۱۵۶	- ستارہ	۱۶۰	- کوششیا	۶۴	-

فہرست	صفحہ	مندرجات	صفحہ	نیشنل سکیو
۱				
۱۵۷ - برشاڑا۔ مدد بجات	۱۲۶	نیشنل سکیو	۱۲۶	بُرشاڑا۔ صفحہ
۱۵۸ - سکلاب	۱۹۹	نیشنل سکیو	۱۹۹	سکلاب۔ صفحہ
۱۹۷ - بچھہ	۶۰	نیشنل سکیو	۶۰	بچھہ۔ صفحہ
۱۰۳ - زگس	۶۹	نیشنل سکیو	۶۹	زگس۔ صفحہ
۱۵۹ - نرٹا	۸۰	نیشنل سکیو	۶۹	نرٹا۔ صفحہ
۸۳ - نیشنی جیونٹ	۸۱	نیشنل سکیو	۱۱۹	نیشنی جیونٹ۔ صفحہ
۱۹۵ - نیسم	۸۲	نیشنل سکیو	۸۲	نیسم۔ صفحہ
۸۱ - نور جہاں	۸۳	نیشنل سکیو	۹۵	نور جہاں۔ صفحہ
۲۱۰ - مستاز شناسی	۸۳	نیشنل سکیو	۹۰	مستاز شناسی۔ صفحہ
۱۶۶ - منور ما	۸۵	نیشنل سکیو	۲۲	منور ما۔ صفحہ
۲۰۱ - ون مالا	۸۶	نیشنل سکیو	۲۰۵	ون مالا۔ صفحہ
۱۰۲ - وینا	۸۷	نیشنل سکیو	۱۷	وینا۔ صفحہ
۱۰۷ - وینا کماری	۸۸	نیشنل سکیو	۱۸۵	وینا کماری۔ صفحہ
۱۳۷ - یشودھرا کٹھوہ	۸۹	نیشنل سکیو	۱۳۷	یشودھرا کٹھوہ۔ صفحہ

تصحیح کتاب ڈاکے صفحہ ۱۰۳ پر س زگس کی
تاریخ پیدائش ۲۹ جون ۱۹۱۹ء
توظیف نسراں ایں



۱۵۷

ابتدائیہ

پر وہ سیمین کامن د تو رچاند کی طرح پکتے ہوئے اور سورج کے مانند پکتے ہوئے چہروں کا صرہوں ہے۔ یہ وہ چہرے ہیں جنہیں بچپن جانتا اور پھر جانتا ہے خواہ آپ نے اپنی آنکھوں سے ان زنگیں خصیتوں کو تہ دیکھا ہو تیکن آپ ان سے اسی طرح مانوس ہوں گے جیسے اپنی محظوظ ہستیوں کی سلسلہ صورت سے اسی کامن حسن کی حاصلگیری ہے۔

حسن چیزیں ہی اسرت کا سرچشمہ ہے۔ یہ چہرے بیض و قلب ہتھی حسین معلوم ہوتے ہیں اور ان میں سے چند تر خاص طور پر بہت ہی زیادہ منثار کرتے ہیں جو آپ کو وہ سب چہرے ان کی ادائیں خدو خال اور حالات اس کتاب میں انعامیں گے۔

اس قدراً اوارہ اور مستقرت ازاد حسن کو بیکھا کرنا ایک برا غلطی نامیں ہے کے مقابلہ کے منعقد کرنے سے کم نہیں۔ انشاء اللہ تصاویریت زیادہ یہ قلمی نقوش آپ کو پسند آمیں گے کتاب کتنی محنت سے مرتب کی گئی ہے اس کا اندازہ آپ کی کتاب پرہیز کے بعد خود ہی ہو جائے گا۔

”عوشک انسنت کھو دبوید“

ہم۔ ساؤنڈ۔ سرچ۔ اداکار۔ پارس شمع جست قلندر۔ علمی پریاں
تیز ان ایکٹروں اور ایکٹروں کے انتہائی ممنون ہیں جن سے اس کتاب کی
تذویب میں بھی مدد ملی ہے۔

بِحَلْمٍ جامِپُوری

دولفط

اس کتاب کی جلد سازی محبوبہ کارخانہ جلد سازی میں
ہوئی ہے جس کے نئے ہم کارخانہ کے شکر گزار ہیں۔

نے جھرے پر

”آج کے نئے جھرے کل کے درختندہ تارے ہوں گے۔“
 یہ واقعہ ہے کہ شایعین فلم پرانے جھروں سے اُکتا جاتے ہیں اور ہمیشہ نئے
 جھروں کے مشتاق رہتے ہیں کوئی اداکارہ کتنی بی حسین کیوں نہ مولکیں
 جب وہ مسلسل اور پڑے درپیٹ کی فلموں میں آئے تو اس کا جھرہ سینا بیوں کے
 لئے پرانا ہو جاتا ہے۔ حام طور پر فلم ساز اس نکتہ کو نہیں سمجھتے جب وہ کسی فلم میں
 ایک ہیروں کو معقول ہوئے دیکھ لیتے ہیں تو اپنے ہر فلم کی کامیابی کے لئے
 اسی کو پیش کرنے کی کوشش کر کے خود ہی اپنی فلموں کا ناکام بناتے ہیں
 اس میں کوئی نیک نہیں کہیں کہیں ماہر فن، باکمال اداکارائیں کم ہیں اور
 ان کے نام کی تحریر ہی فلم کی کامیابی کی دلیل ہو سکتی ہے مگر جدت،
 قدرت، اور تنراست فن کا تقاضہ ہے کہ نیا حسن نیا کمال اور نیا روب
 بھی ساتھ ہی ساتھ پیش کیا جائے۔ اگر ہیروں کی حیثیت سے بھر لئے معاوض
 نسوانی کردار کے روپ میں ہی جس کو خوب سمجھے گئے ہیں چنانچہ وہ خاص پر
 یورب اور امریکہ والے اس نکتہ کو خوب سمجھے گئے ہیں جنما پر

نئے رنگ، در و پیپ اور نئے شیاب کو ڈھونڈنے نقش اور پیش کرتے ہیں

اول اول تو زائد را کشنا کر دار کی حیثیت سے اور پھر صفات از منصب پا کر در اصل قدیم و جدید کامیابی میں اس قدر دلکش و دلادیزی اور کامیاب ہوتا جبے کہ سحر کا کام کرتا ہے۔ ہر دلعزیزی و معنویت کا نسبت کمی خطا، ہنسی کرتا اب بارے چند فلم سازی میں اس راز سے واقف ہو گئے ہیں کہ نئے چہروں کا پیش کرتا فلمی ارتعاظ کے لئے بہت ضروری ہے چنانچہ مشہور و معروف پروڈیوسر ڈائسکریپٹر عدالت شید کار دار نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ انہیں ایسی ذائقی فلم کمپنی کار دار پروڈکشن کے تاریخی شاہکار، "شاہِ جہاں" میں ممتاز بنوانی کر دار ادا کرنے کے لئے تین نئے چہروں کی ضرورت ہے جن میں سے ہر ایک کو پچاس ہزار روپیہ معاوضہ دیا جائیگا اس اعلان کی دوسری شرائط میں بہت دلچسپ ہیں ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) تعلیم یافتہ اور امردوں سے واقف ہوتا ضروری ہے۔

(۲) مویشی سے اور ٹکانے سے واقف ہوتا ہوگی۔

اسی اشتہار کے بعد کار دار پروڈکشن کے ارباب حل و عقد آگرہ، دہلی، مکھن، بنارس اور لاہور وغیرہ روانہ ہو رہے ہیں تاکہ نژرو پو کے بعد انتخاب کریں۔

یہ ایک انسانی تکمیلی ہے کہ نئے چہروں میں صفائی کشش زیادہ ہوئی ہے اور جذبات و میشن نگاری کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ نئے ٹھیکنے شاہکے ساتھ ہی ساتھی فن کاری اور ذہنیت کو منظراً حاصل پرالایا جائے اگر اس طریقے سے غفلت بر تیگی توفیقی ہو گا کہ پر جو شش اور ترقی پسند مادرن سوسائٹی

گر رمحف کلپ ناج گھرا اور ریڈ یو اسٹشتوں کی زینت بن کر رہ جائی گی اور فلمی صفت پا ایک جو دچھایا سہئے گا اس بات کا عجی امدازہ ہو سکتا ہے کہ وہ تھامی دڑاکی اسیع پرچک کر رہ جائیں اور سینمائی دنیا ان سے تماشا تاری ہے اس سلسلہ میں پہنچ دستان میں پیش قدمی نیو ٹھیسٹر زی لے کی لیکن پہلے پہل اس قدر حیکے سے کہ کسی کو معلوم نہ موسکے چکا کہ یہ نے چہرے پیش کر لیتی کو شخش میں داکٹر "میں بھارتی سماشی نامہ" میں اسنند و ادیوی اور اب نازہ ترین شاہنکار میری ہیں میں ہیگل کے ساتھ دو نئے چہرے اختر جہاں، سمندر اختر جہاں نہایت ہی معصوم صورت، یعنی بجاں کم سن نوجیزا خوش رواز خوش گلوہ ہے۔ سکراہبٹ پر یوں کی ہی اور آواز کوئی جیسی ہرروٹن یہی ہے اگرچکیہ پہلی بار پرداہ میں آنکھی ہے لیکن بہت ہی خوب معلوم ہوتی ہے۔ جہاں کہیں بھی اس فلم کی نمائیں ہوئی اختر جہاں کا کام بیدرسنڈ کیا گیا۔ سمتہ بھی ایک بی رنگین تکلی ہے سمترا ناموش شریعت آفریں میں و شباب کا مٹونہ۔ ایک شعلہ و بر ق ہے شاعر کا شیری خواب جسے دیکھنے سے زیادہ سوچنا اور کبھا جا سکتا ہے ان دونوں نے مل کر تصویر کوئے آتشہ بنا دیا ہے اس مرکب میں آزاد صدقی کشش، یہ جان و جس کا رہی کا وہ امترانج ہے جس کی تازگی کو سینگ اور نقلي و مصنوعی ہر پر میک آپ کی ضرورت نہیں ہوتی اسی کا نام سادگی اور پر کاری ہے، نئے چہرے نیو ٹھیسٹر زی کی روایات میں اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ سحر کرنے کا رہی اور ارش آفرینی کے لحاظ سے یہ کس قدر اہم اور ضروری ہیں

پہچن کا سی تذمیر اور جودت طبع کا نتیجہ ہوتی ہے ایک زمانہ میں شاستارام نی بہروں کے پیش کر سکے لئے بہت مشہور تھا لیکن اکج میتھو رفیق کار لینے ہم صدروں سے اس معاملہ میں بہت پچھے نظر آتا ہے اس کے مقابلہ میں جھوٹے تقدیر میں ترکس کو پیش کر کے چمکا دیا کاردار اپنے نئے فلم بھار دیگیت" میں ایک نیا کشمیری چہرہ دو یا پیش کر رہے ہیں ڈایرکٹر نجیم حسن نقوی نو یوگیت چتر اپٹ کے نئے فلم پنا میں لگتا نظامی کور و شناس کرنیوالے میں گیتا نظامی ممتاز شاہی کے عقول انسانیاب کی ایک تصویر معلوم ہوتی ہے بسید چاڑب نظر حسن دنسائیت کا کامل نمونہ ہیں کہ حسن اور شباب میں ایک برقی طلسی نور سیمیاں اثر رہے ہیں اس کا سحر بیک وقت قلب و نظر کو مسخر کر لیتا ہے اسے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ پر وہ من کی غلظت ترین شخصیت ہے حسن کا ری کملے پیدا ہوئی ہے اور اس کی فطرت کو بھی ادا کاری و کرد از نگاری سے خاص لگاؤ ہے۔

پنجاب و کشمیر کے حسن خیز خطرے سے کمی یہیں تبلیغی دنیا میں داخل ہوں ممتاز شاہی نور جہاں منور ما را گئی یہی اختر وغیرہ سب پنجاب کی پیداوار ہیں لیکن پنجابی نگار حافظوں نے بہت کم نئے چہرے پیش کرے ہیں پنجولی آرٹ پچھر زنے رہوا اور شاستار آپنے کو خراں بھی اور "زمیزار" میں پیش کیا حالانکہ ان کے بھائی اگر وہ بالکل نئی بخشیدہ نہیں کر سکے تو بہتر ہوتا۔ پنجاب حسن کی کام بھوتے ہی بھی بھی اور بیگناں کو اپنے خلصہ درست حسن پاک ریتار ہمیں طرح میڈ وستان مغرب کو اپنی خام پیداوار دیتا ہے اور جودو زیستی

صنعتی کارخانوں کی طرح ان ہے محروم رہا۔ پھر بھی غصیت ہے لکا پر دکشنا تی تصویر پر بھی یہیں ایک بہایت یہ حسین و زنگین چہرہ سلمی کامیش کیا جا رہا ہے جسے دمکھنکر چاندی رات میں مہنتے ہوئے گلاب کا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اس کی آنکھوں میں پریاں رقص کرتی اور ہوموں چھسن مجلس معلوم ہوتا ہے اس کے چہرے کے خطوط حال اور نقش و نگار میں مصوبہ کے لئے ایک نادر و نایاب معیاری نمونہ موجود ہے۔

سلمی شرقی خوبصورتی و رعنائی کا وہ تکمل پیکر ہے جس پر فن اور فن کار دنوں نازکر سکتے ہیں یہ زیوانی حسن و شباب کا کامل نمونہ ہے مثالی کہا جاسکتا ہے۔ وہ یہ یک وقت ایک شرعاً یک نعم، ایک تصویر، ایک رقص، ایک سحر معلوم ہوتی ہے اس کے ملکوتی حسن میں مخصوصیت جعلکتی ہے بھرپور "سلی" فلمی دنیا کی جدید ترین اور اہم ترین خیریت دریافت ہے بسی ایک تھارتی اور بالکل کار و باری مقام ہے جہاں حسن و بہنس کی کمی نہیں بلکہ و افراد اور موجود ہے لیکن فلمی ستاروں کا یہ مرکز زیادہ کارکشہ اور لذکروں کا گھر ہے یہاں شہور و معروف ہبہ و بہنس کو پیاس ہر اڑسے ایک لاکھ روپیہ ماہوار دے جاتے ہیں اور غیر معروف کو ٹکریاں ایک روپیہ یو میسے رکام کرتی ہیں بعض شوق ادا کاری میں منت بھی آ جاتی ہیں اس نے باوجو دلبی سے خوبصورت چہرے پیش کر کے سے قاصر ہے مالا انکھیاں تریقی پسند حیثیت کی کافی آبادی ہے لیکن زیادہ ترا انکھوں نڈنے پار کی تجویزی مرٹی اور دیسی ہیساں لائیاں ہیں جن کی صورت اچھی مگر اُر و زبان

بے ناد احتیت اپنیں بگار خاتے کے ناقابل بنا دیتی ہے۔ ہر چور کر باہر سے آفی ہر ہی تعلیٰ دنیا کی دیوانی رکھیاں ہی تھمت ہر ایک تھی میں چنانچہ نئیم جو نہ اور خورشید جو نہ پیر بھائی کی پیدا وار نہ ہوئے ہونے بھی بھائی کے بگار خانوں کی دریا میں وہ اس طرح کہ نئیم جو نہ پیر شہر و مسئلہ شکر کی جھوٹی بہن بت اور جنیت دیانتی کی قلم مسونر میں ایک قریش زادہ دو شنیزہ لکھ کر روپ میں خود ارمونی ہے نوجوان کی شوخ اور بیانی حسینہ فخری پر دے کیلئے ہر نجات سے موزوں ہے بھائی ماکیز کے فلم جوار بھاٹا میں شہر و قاص ممتاز حلی کے ساتھ ناج کے سنگیت میں بھی پیش پیش ہے۔

چند ترقی پسند ڈاکٹر کڑوں نے شاشارام کی پروپری کرتے ہوئے ایک سیاحدہ کام کیلئے بستر کیدے اور شرطیتے حال میں مکلا جنری جی سے شادی کر کے اس خوبصورت اداکارہ کو ہیر و مین کے مرکزی مقام کے لئے مخصوص کر لایا ہے مکلا جنری جی اُتحی ہوائی اور ہما تکن کا ہبایت حسین پیکر ہے۔ ان میں میں شہزادی کا پارٹ انعام دیکھی ہے۔ اب رنجیت کے نئے فلم و کاروان میں بھی مکلا جسٹن بنکر آرچی ہے۔ اس کی اولین تصویر چیلیری تھی جس میں اس نے یہ بی مکلا کے نام سے مکلا کا کمردارا داکیا تھا۔

مکلا جنری جی کی کمسن لیکن زیادہ شوخ بہن کا نام ہے۔ سلو چنا جنری جی بو شہنشاہ ڈاکٹر میں خورشید کے ساتھ ایک صحنی کردار اداکری مونی اپنے صن ادا اور نشویں کی بدولت تماشا ٹیوں کے دل و دماغ پر چھاٹھی ہے۔ بھائی ماکیز کے جوار بھاٹا میں ہر دو لا ایک اور بجید و نکش اور جاذب نظر

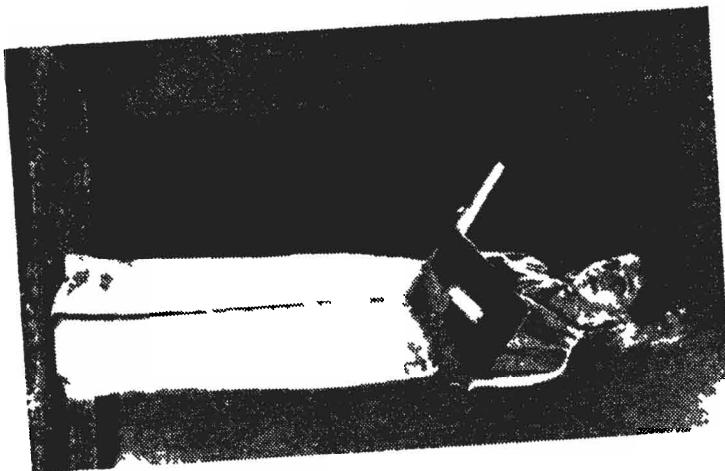
چہرو ہے جیسے چودھویں کا چاند اس کا شاب لیتے پورے جو بن پڑے ہے اس عمل سر اپا کے ساتھ وہ زر بھگار پر دہ کی تھی رنجین شخصیت نظر آتی ہے۔ آتے ہی بہر دمین ہتھی ہے۔

اور راپروڈکشن اپنی نئی تصویر "ستونا تامہوں" میں شہر عرشہ مخالک کے ساتھ دوچھرے نمایاں کر کے بیٹھ کر رہے ہیں بھجن مالامتوط آنات دعیز تھلی سر اپا شرست، مکمل شباب، خوبصورت ہرگز، والی دو شیزہ ہے میگر نا لاقدم نہ دستان آرڈیاٹی حسن کا اک اتنا اچامنو نہ ہے کہ کوئا لوٹھیں دی جائیں، یہی تیری آنکھیں، پتلے پتلے ہوتے الی صراحی گردن، بر قاس مکراہت تمامت غیر رفتار، کسی ہمارانی کا جاہ وجہاں لئے ہوتے نو دار موڑی ہی ہے۔ میگر مالاں جمال سے زیادہ جلال پایا جاتا ہے۔ میگر مالاکو دلکھ کر قدم نہ دستان کھانو انی جلاں اور پر شوکت راجھماریاں یاد آجاتی ہیں "ستونا تامہوں میں" تھا صیحتیں بھگاری کر رہی ہے۔

کرن

سورج کے نورافی کرنوں کی طرح منور فلمی مشلہ کرن ۱۹۴۲ء میں پہلی مرتبہ
کرنی پڑھر س میں داخل ہوئی، پھر منک روڈ کشن میں کام کیا۔ دین راحت
اور سست تھی تصاویر میں سائٹ کروار کی حیثیت سے کافی کامیاب تسلیم نگاری
پیش کرچکی ہے۔ ستھانہ عرض اول پیشہ کے ایک مشہور گورنمنٹ کنٹراؤ کرکے ہاں پیدا
ہوئی۔ یہ کبی صورت اتنا خاند اتنی نام طاہر کرنا پسند نہیں کرتی بلکہ دنبا میں کرن
کے نام سے مشور ہے، قتابی چہرہ، آم کی چاکنوں جیسے ہونٹ بُری تکڑا اتنی
ہوئی آنکھیں، کشا دھپیشانی پاریک ایرو، قحلے ہوئے چوپ، سڈوں بازو
گداز جسم، لمبے لمبے یال۔ فلمی لاٹین میں آنے سے پہلے شادی شدہ بھتی اور
ٹھہر لیوزنگلی بس کوئی تھی۔ اب بھی اپنے شوسر کے ساتھ بہتی ہے، ہنما دیکھتے دیکھتے
دکاری کا شوق ہوا۔ اور بلاکسی وقت کے کرنی پڑھر میں آئی، رقص کی رُری
دلدادہ ہے، چنانچہ مشور رفاقت میں ٹرمونٹ شاہ سے ترقی کے کلاں سمجھتی
ہی، بہترین بیان پہنچتے کی شو قین ہے، اردو زبان اچھی طرح جانتی ہے
ہمیں افسوس ہے کہ اُس سے زیادہ تفضیلات معلوم نہ ہوں گے۔

FILMI TITLIAN



MISS BRIIRONI

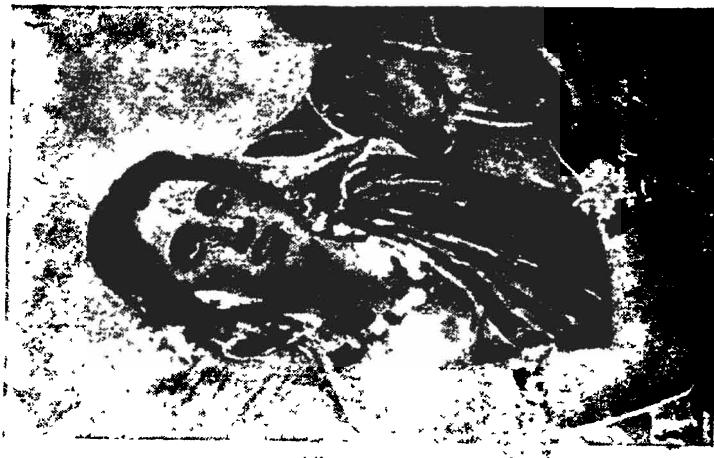
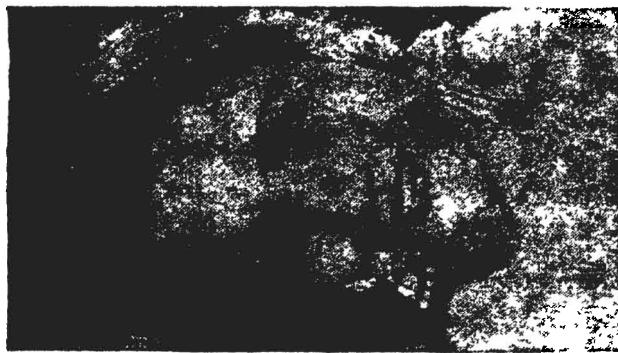


MISS RAMOLA



MISS PROMIELA

FILMI TITLIAN



Mehatab

Jeet Singh

Shobhana Samirath

مہتاب

مہتاب! چندے آفتاب و چندے ماہِ مہتاب! اب غیسوی چہرہ گوری گوری ٹھیں
لالہ گوں رخارا سائکھیں، اس قدر خوبصورت اور خاراً لوڈ گویا دوبلر نے عام شراب چکڑا ہے
ہیں جو دیکھ لے دی گھنور ہو جائے اس پر سیاہ زلفیں گویا ایر سرمنیخانہ باریکٹیں اشارے
میانہ قامرت نمونہ قیامت ہو ٹوں پر ہر وقت مسکراہست آوازیں ترجم گویا ایک
پیکر حسن و ثباب ہے اور جب عاشق کے تصور میں آتا ہے تو راتیں کروٹیں بدلتے گزر
جاتی ہیں۔

آسمان فلم کا یہ تیارہ مہتاب بن کر ۲۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو بر و ز جمعہ چھو لوں کی
مسکراہست اور مادنیسم کی اٹھکھیلیوں میں صبح چار بجے غضاۓ بمبئی پر طیوع ہوا۔ الدین
نے بحمدہ نام رکھا۔ لیکن اس نے بعد میں جس طرح انجم آرائی کی اس نے اس کو بحمدہ سے
مہتاب بنادیا۔

پہلی مرتبہ یہ ۱۹۱۹ء میں اپنی ماں کی ذاتی گھنٹی میں ایک خاموش تصویر کمال شیر
کی تکمیل کیلئے کیرہ کے سامنے آئی اور اپنی ابرؤں کے شمشیر کے خوب خوب کمال دکھائے
اس کے بعد شاردا اور پرکاش میں اپنے کمالات کا منظاہرہ کیا۔ اس کی پہلی بوتی تصویر
”ویرکنال“ تھی اس کے علاوہ پر دیسی۔ پر یتم بھولا شکار اور فرزند وطن وغیرہ میں

اپنی اداکاری کے نمونے پیش کئے لیکن کسی قابل ڈائرکٹر کی نظر التفات کے نہ ہونے سے کوئی خاص شہرت حاصل نہ کر سکی۔

مہتاب چونکہ پہنچنے والی ہی سے چھپل اور شوخ واقع ہوئی تھی اور خداوند بھی مانشاد اپچھے تھے اس لئے علمی لائیں میں تھوڑی سی کوشش کے بعد کامیابی میں مصلحت کر لینا کچھ دشوار تھا اور جب کہ وہ اس زندگی سے قبل ایک رقصاء تھیں اس لئے دلوں سے کھیلنا اسے بہت پہلے سے آتا تھا۔ فلم لائیں میں آنے کے بعد اس کی ناز و ادا نیں چار چاند لگ کر سکتے۔

مشیر کیدار شرمنے "مہتاب" کی پوشیدہ خوبیوں اور صرفی کشش کو محسوس کیا اور اسے فنی حیثیت سے نمایاں کر کے اس کو ہندوستان کی مشہور تصویر "چتر لکھا" میں وہیں کامیابی کیا اگر اس تصویر کی کامیابی "مہتاب" کے حسن کردار کی مر ہوں منت ہے تو بلاشبہ مہتاب کے نام کو چار چاند لگانے والی بھی یہی تصویر ہے۔ مہتاب نے بیشمار قلمروں میں کام کیا ہے۔ یعنی بار بار اس نے فوجوں کے لئے اپنی عشوہ طرازوں اور نیم عریانیوں کے مغلابہ کر کے شب بدراری کا سامان فراہم کیا ہے سینما کی راتی تقدیم مخصوصہ مرن چڑی اور بھگت بکیر اس کی شہرت کا سڑبہ ہیں۔ بھگت بکیر میں اس نے جو کردار پیش کیا ہے اور بیلک نے اس کو جس طرح سراہا ہے اگر مہتاب اس پر ناز کرے تو بجا ہے۔

رن چڑی نے تو اس قدر شہرت حاصل کی کہ لوگ خود اس کو رن چڑی پکانے لگے۔ کچھ عرصہ تک مختلف مکپنیوں میں کام کرنے کے بعد اس نے خود اپنی ذاتی کمپنی کی بنیاد رکھی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی اور آخر کمپنی فیل ہو گئی۔ چور بیگی۔ شاردا

عصمت اور دل اس کی تازہ فلمیں ہیں۔ اب اس نے مزد امووی ٹون سے معاهدہ بھی کر لیا ہے اس کی تازہ ترین تصویر "پرکھ" ہے۔

پر دہ فلم پر اس کی ادائیں بہت دلرباہرو قی ہیں اس کی شیخ رفتاری بینہ کے حسین مدوجز رگناہ کی ملکی دعوت ہوتے ہیں۔ جب سگاتی ہے تو روح پر چھا جاتی ہے۔ اسکریں پر نیم عربیاں بیاس میں یوں معلوم ہوتی ہے کہ گویا چاند گھن سے نکل آیا۔ اور جب اسی بیاس میں وہ رقص کرتی ہے تو ایک ناگن کی طرح میں لکھاتی ہوئی معلوم ہوتی ہے جس کے کامل سہماستہ ہی نہیں ہے۔ عالم رقص میں ہزاروں ارمان بھرے جوان دل اس کے پیروں تکھل جاتے ہیں اس کا شمار ان ایکٹرسوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق یار لوگوں میں بہت سی "حسین" افواہیں پڑی ہوئی ہیں اور اس قسم کی افواہوں سے اس کی شہرت اور حکمتی جا رہی ہے۔

سگاتے وقت لے باکا نہ ریلے کنائے اور کٹیلے اشارے نوجوانوں کے دلوں میں حسرت و ارمان کی وحشیں پیدا کرنے کے لئے بہت سماںی ہوتے ہیں۔ جذبات عشق و محبت کو رومان انگریز طریقہ پر نہایت درجہ عربیانی کے ساتھ پیش کرنا مہتاب کا ادنی کمال ہے۔ اور اسی وجہ سے اکثر طبقوں میں اس کو تیسرے درجہ کی اداکار تصویر کر لئے ہیں۔ چند ریکھا میں درباری محبوبہ کا پارٹ کرتے ہوئے اس نے جو نیم عربیانی کا منظہ کیا ہے وہ نوجوانوں کے لئے بہت دلکش تھا۔ علاوہ ازیں وہ مناظر جہاں مہتاب غسل کر رہی ہے، اس کے جسم کے بعض حصوں کی رعنائیان تیر بسکر دل و مجنگی میں پیوست ہو جاتی ہیں۔۔۔ بیدار ہوتے ہوئے جب وہ دلفریب انداز میں بخود اپنی لیتی ہے اور اس کی معمور بھگا ہیں نہیں سے پوچھل ایک شرابی کی کیفیت پیش کرتی ہیں تو

اس حچکتے ہوئے پہنانے کو بے ساختہ منہ سے لگائیں کو دل چاہتا ہے اور بڑے بڑے تقدس تاپ روز حاب کا خوف بالائے طاق رکھ کر ٹیچہ تھام لیتے ہیں۔ مہتاب کی پرائیوٹ زندگی اور بھی زیادہ رومانی ہے وہ انتہائی زندہ دل واقع ہوئی ہے۔ عمدہ اوشونخ رنگ کی سائزیوں میں بوس ہو کر تلبیوں کی طرح محفلوں اور پاریوں میں عشوہ نماز کے ساتھ تھر کنا اس کا عزیز مشغلہ ہے اور پہنچ عقیدت کیشوں سے دادھن لینا اسے بہت بھاتا ہے۔ البتہ وہ ملاقات کے فن سے ناجرم ہے۔ وہ ملنے والوں سے محبب بھبھ نہیوں کے ساتھ بجا بجا کر گفتگو کرتی ہے اور یہ بات سنجیدگی اور ذوقِ سلیم پر گر ران گزرتی ہے اور یہ وہ سبب ہے کہ جو اس کو تیرے درجہ کی ایکٹر س بناتا ہے۔

اگر وہ ذوقِ سلیم کے ساتھ ممتاز سے واقع ہوتی تو یقیناً سنجیدہ طبقہ بھی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیتا جو اس کا زیادہ قابل نہیں ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ ان چیزوں سے عاری ہے ایک کافر اداہینہ اور نٹھکٹ معشوقة کا بہروپ خوب دل پذیر انداز میں پیش کر سکتی ہے۔ المیہ اور در انگریز اداکاری اس کے بس کاروگ نہیں ہاں قہر و غصب کے جذبات کو بحالیتی ہے۔ یہ ایک بچے کی مالی ہے۔ مطالعہ کرنا اس کا دیجپ مشغلہ ہے۔

چہرہ اعلان

زلف غیریں کشادہ اور روشن پیشائی، با دام کی سی آنکھیں ہلکی ابر و صڑی ببوریں گردان جسم بیج خوبصورت اور دل آویز سینہ مغلکیں و عمر میں قدرت کی صناعی کا ایک نادر نبوغ جس کے دیکھنے کیلئے یار لوگ حشم پر اہ رہتے ہیں اور دیکھنے کے بعد راوی کی خندیں کھو دیتے ہیں۔ اس کی باتیں سننے کے بعد انہاں دونوں جملے سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس کی ہر ہر اداقتیامت کا فتنہ ہے۔ نوجوانوں میں بہت مقبول ہے۔ نہاروں دلوں کی آما جگاہ بن چکی ہے۔ ربا عیات خیام کی یہ زندہ تصویر ۱۵ ستمبر ۱۹۴۶ء کو اپنی قبر کٹوڑیہ ابر اہم کے نام سے بھی امریکی خاندان میں بیگناں کے دارالسلطنت میں ایک حسین شام کو اس دنیا میں آئی۔

یہ سارہ بچپن ہی سے بلکی ذہن تھی اس نے ایک ہی سال میں جونیہ اور سنیر کیمبرج اور انٹرمیڈیٹ آرٹ کا امتحان کامیاب کیا اور پھر نیٹی کی تعلیم کے بعد دنیا نے اسے انسانی کے روپ میں اہل یہود کی ایک مشہور درسگاہ نامود طیور اجوش میں دیکھا۔ اور ایک معلمہ کی حیثیت سے شباب کا ابتدائی زمانہ درس و قدریں میں گذر ا۔ اس عرصہ میں پر المانے اسکول اور کالج کے ڈراموں میں اکثر نایاں حصہ لیا۔ اور درحقیقت اس کی تخلیق کا راز ہی یہ تفاکر وہ اپنی بر قیاس مسکراہے تقریباً ہمہ

اور جسم نازک کی حسین و لطیف لرزشوں سے نوجوانوں کے لئے خشر سامنی اور جذبیتی تلاطم پیدا کیا کرے — رالا کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ وہ آئندہ چل کر ایک فلم ایکٹر س بننے گی درہ میں اس کی فلمی زندگی چند حسین اتفاقات کی مر ہوں منت ہے۔ ۳۶ء میں جب پرالمابینی میں تھی تو امپریل فلم چینی نے اس کو اپنا نے کیلئے دعوت دی اور پنجاب میں اس کا ایک خاص کردار اس کے پروگرام۔ کچھ عرصہ کے بعد امپریل کے اس مرین پیکر کو کوہاپوری نے عارضتاً اپنے آغوش میں لے لیا۔ اور اس طرح اس کو پہلی مرتبہ سانگ آف لایف میں اپنے حسن کی ضیا پاشی کا موقع ملا۔ ایک کامیاب اور اچھی اداکارہ جس قدر حسین اور جاذب توجہ انداز میں اپنا کردار بنھال سکتی ہے پر املاۓ اس سے کہیں زیادہ اپنے کو ثابت کیا۔ اور ایک غفترے عرصہ میں پر دہ سین کا یہ ستارہ فلمی دنیا پر جگہ کا اٹھا۔

میرے لال اور سرلا کو فلمانے کے بعد مدراں دیا نے اسے کامیابی کے زینے پر بیجا دیا۔ ”پر کاش“ نے اس کی کامیابی سے متاثر ہو کر اس حسینہ کو ”بھلی“ میں ایک نئے روپ میں بر ق پاشی کرنے کیلئے پیش کیا۔

منرو امووی ٹون نے اس کی بے نظیر اداکاری اور شہرت کو سامنے رکھ کر الٹی گلچکاری میں ایک مخصوص کردار کیلئے منتخب کیا۔ اس میں نایاں ہو کر اس کی غیر معمولی مقبولیت کو اور بھی چاند لگ کر گئے۔ یہ موجودہ پر دہ سین کا ایک ایسا جگہ کاما ہوا ستارہ بن گئی جس کے سامنے دوسرے تمام ستارے منڈل ہو گئے۔ یہ ایک ایسا خوش رنگ بھوپول ہے جس کی مہک سے لطف انداز ہونے کے لئے ہزاروں دل سیقرا رہتے ہیں۔

پرالما نے شہزادی کھنچن اور بینت میں لپٹنے کردار کو جس حسن و خوبی سے پیش کیا ہے وہ آپ اپنی نظریہ بینت کے بعد بڑے فواب صاحب جھنگھا رجلانی آئندھی نصیب کی میاپی نے پرالما کو لا فانی اور غیر معمولی شہرت و مقبولیت کا حامل بنادیا ہے۔ پرالما وہ پہلی ہندوستانی اداکارہ اور رقصاصہ ہے جسے ایک منسر بی فلم انڈسٹری کے مشہور کارکن مسٹر جان کو فیلڈ نے ڈاٹر آف انڈیا دختر نہیں نامی فلم میں ایک ممتاز نسوانی کردار کے واسطے منتخب کیا تھا۔ لیکن یورپ کی موجودہ جگہ نے اس میں رکاوٹ پیدا کر دی۔

اس زبرہ جبیں کی پرائیوٹ زندگی بڑی ہی دلچسپ ہے وہ چھوٹے چھوٹے رومنی افسانے لکھتے میں خاص ملکہ رکھتی ہے اور تیادہ تروقت اسی میں گزارتی ہے اس کا مطالعہ بھی کافی وسیع ہے۔

پال روم کی فضاؤں کو گرانا سائکل چلاتا اور نست نئے انداز میں تصویریں کھنچوانا اس کے دلچسپ مشافعی ہیں۔ ہمیشہ ایک دلفریب اداکے ساتھ تصویر ارتوازنا پرالما کے پائیں ہاتھ کا گھیل ہے۔

پرالما اب اپنے بام عروج پر پنج پکی ہے۔ اس نے ملکہ کے مشہور پر ددیوں مریم کار سے شادی بھی رچائی ہے۔ اسے امور خانہ داری سے اب بھی بید دلچسپی ہے انگریزی اور ہندوستانی اور یہودی کھانے پکانے کا بید دلچسپی ہے اور اچار رچنی اور مریبے پنکتے کا تو خبط ہو گیا ہے۔ فرصت کے بیشتر اوقات اسی میں گزرتے ہیں اس کا مطالعہ کا بھی شوق ہے لیکن مجبون نہ نہیں۔ مطالعہ کافی وسیع ہے۔

منور ما

کہتی ہے جس کی فتوحہ عشر تا ملک ہو ڈرتا ہوں وہ بھی کوئی تمہاری ادا نہ
انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستان اور ترقی یافتہ انگلستان کے حین امتزاج کا
نتیجہ ۲۶ اگست ۱۸۵۷ کو مدرسہ دنیل پروفیسر مکلگین کلچ مغلپورہ (بخارا) کے
گھر میں ظہور پذیر ہوا۔ پیدا کرنے والوں نے اس کا نام مس ایزن دنیل رکھا لیکن
قدرت نے جن کے لئے پیدا کیا تھا انہوں نے "منور ما" کے لقب سے پکارا۔
پروفیسر کی رٹکی ہوش کی فضاء اور پنج آب کی آب و ہوانے یہ رنگی
دکھایا کہ یہ گل نوزائیدہ بارہ ہی برس کی عمر میں کلچ کے ڈراموں اور یال روم
کی عضلوں کو محطر کرنے لگا منور ما غصب کی حیں ہے۔ اس کے تناسب اعضا نو
کے سانچے میں ڈھلنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، معصوم غزالی انھیں پیارے پیارے
رخائے بانکی چتوں، ابھر سے ہوئے بازو، قرم و نازک جسم پیام شاطی ہیں۔
لیکن ساغر من کچھ خالی سے دکھائی دیتے ہیں۔

ہوش اور کلچ کی چہار دیواری ہی سے اس کے طریقہ یہ پیچ خسم کی
خوبیوں اوارہ ہونے لگتی ہے۔ اور ایک شوخ و طرار سو سائی گول کی حیثیت سے
ہر قتل میں اس کا چرچا ہونے لگتا تھا۔

دہزادوں، سوون وو یہ سب بیداری دے جائے ہیں۔
 اب اس کا شمار ہندوستان کی متاز ترین ایکٹریز میں ہونے لگا ہے فلمیں
 طبقہ تو درکار خود ڈائرکٹر اس کے مداح نظر آتے ہیں ابتداءً اس ساحرہ کے
 سپتی مراد میں کام کیا اس کے بعد خزانی کے خزانے کی بخوبی بن کر آئی۔ پھر اس نے
 اک مسافر میں لوگوں کو بخود بنایا۔ خاندان اور پتواری نے اس کو اور بھی جلا
 دی۔ نشانی پوچھی اور زیندار اس کے بہترین شاہنکار ہیں ان فلموں نے
 اس کی تصویروں کو پان کی دوکانوں سے لے کر تباہی ملبوں تک میں
 پہنچا دیا۔ اور اب تو اس کی تصویر بہزادوں دلوں پر نقش ہے۔

اپ یہ بدل سچپی میں فتنہ سامنی کر رہی ہے۔ اور غقریبہ "ماں" میں نمودار ہو گی جو اس کی تازہ ترین فلم ہے۔

اس کے منہ سے بچکے ہوئے گفت دراصل اس کا سر نا یہ نہیں بلکہ وہ کسی اور گلے کی آواز ہیں اور بیک گراؤنڈ موسیقی کے مر ہون منت پر دہیں کہا یہ زرد بکھار حنپل لڑکی، اپنی پرائیوٹ زندگی میں بالکل برعکس دکھائی دیتی ہے خانگی زندگی میں یہ ایک نہایت سنجیدہ اعلیٰ اور شریف خاتون نظر آتی ہے۔ انگریزی فلم بنی میک اپ اور خالص ہندوستانی بیاس اس کی غلطت میں داخل ہیں۔

شیلا

آرٹ اور کردار کی ملکہ کرننا ملک کے ایک مسلمان خاندان کی چشم و پر اخ نزد امودی ٹون کی جذبات بگار مسئلہ چوں سیانہ اندام۔ لاحقہ انگریز چہرہ سانوںی رنگت تیکمی چتوں، دلپسند اور شوخ ادا میں رکھتی ہے۔ اگرچہ کشیدا مجموعی حیثیت سے نیم پر دنما داس کپتا، اور ما دھوری وغیرہ کی طرح حسین و جبیل نہیں ہے۔ نہ اس پری چہرہ اور ملکہ حسن کہا جا سکتا ہے لیکن اگر آرٹ اور کردار "فلم" میں کوئی حیثیت رکھتے ہیں تو شیدا بلاشبہ اس حیثیت کی ممتاز ترین ملکہ ہے۔ اور یہاں آن کر نیم کی قسم کی تمام حسینائیں اس کے سامنے پانی بھرتی نظر آتی ہیں۔

شیدا ہر تصویر میں ایک زیالی جدت کے ساتھ اداکاری کا ایک ایسا جادو پھوپھو کی ہے جس سے دیکھنے والے مبہوت رہ جاتے ہیں کوئی آنکھ اور کوئی دل داد دے بغیر نہیں رہتا۔

یہ آرٹ کی دیوانی، جب کسی فلم میں اپنے آرٹ اور کردار کا متعلق ہرہ کرتی ہے تو خود آرٹ میں ایسی گم ہو جاتی ہے کہ تمام دیکھنے والے بھی اپنے کو بھول جائیں اپنی دلی، دماغی اور روحاں تاکام صلاحیتوں سے خود گم ہو کر آرٹ کو ایسا اجاگر کرتی ہے کہ بے ساختہ منز سے داد نکل کر ہے۔

یہ سچ ہے کہ "آرٹ" کوئی آسان چیز نہیں لیکن شیلا جس حسن و خوبی سے اس خالہ زار وادی سے بآسانی گزر جاتی ہے وہ فلمی ملکہ حسن و جمال کا کام نہیں اور یہی وہ مقام ہے جو اس کو آرٹسٹک بنانے کر دوسرا تھام اداکاروں کے بلاشبہ بلند کرتا ہے۔ اور کامیابی کے زینہ پر پہنچا دیتا ہے۔ سب سمجھتے ہیں جات کی مشہور تصویر "چاپک سوار" میں پردہ سینیں پر فلم بہن طبقے کے سامنے آئی اس کے بعد فلمی دنیا سے اچانک اس طرح غائب ہو گئی جیسے "اندھے کی آنکھ سے روشنی" حتم ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح کافی عرصہ تک لاپتہ رہی لیکن پھر یکایک سہر ہبھی کے فلم جیلوں میں ایک اندر صرف بھکارن کے بیس میں دکھائی پڑی۔ اور اس شان سے اس تصویر میں آئی کہ دیکھنے والے اس کی کوراتہ بگری پر بے تحاشہ خراج تھیں ادا کرتے گے۔ اس خوبی سے اس نے اپنی تمثیل پیش کی کہ اہل نظر تمیز نہ کر سکے کہ واقعی یہ نہ بینا ہے یا بینا؟ حالانکہ تھی وہ شیلا ہی۔ لے کہتے ہیں کردار ہے اس تصویر نے اس کی شہرت کو لافانی بنانے کا رچانہ لگا دئے۔ اس کے بعد مزداکی زندہ جاوید فلم پہکار میں کمیرہ میں کمیرہ میں کی بے المتعاتی کے باوجود جذبات و کردار کی نور جہاں بین کر مناظر پر اس طرح چھاگئی کہ اگر فیکر کا "پری چہرہ" آڑے نہ آ جاتا تو یقیناً تصویر کی پوری کامیابی کا اعلان دنیا اسی کے نام پکارا گھشتی۔ اس کے بعد "وصیت" اور "سکندر" میں اس کرناٹکی دوئیزہ نے آرٹ و کردار کے وہ نمونے پیش کئے جس نے ملک کے ہر طبقے سے خراج داد تھیں حاصل کیا۔ اس کے مدھمرے روح پر ورگیت آج تک کافی میں "امر" بر سر کر

دل کے لئے سامان طرب پیدا کر رہے ہیں۔
 شیلا کا شمارہ ہندوستانی فلم انڈسٹری کی بلند ترین ایکٹریوں میں ہے اور
 اس معیار کی ایکٹریوں انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں۔ شیلا سے ہماری فلمی دنیا کی بہت
 سی نادر توقعات وابستہ ہیں اس کی تازہ تصویر تھروں کا سوداگر ہے۔

حسن بانو

اصلی نام روشن آرا ہے ملی دنیا میں حسن بانو کے نام سے بہت مشہور ہے
مشہور ایکٹرس شریفہ کی رٹکی ہے ۱۹۲۲ء میں ہندوستان سے یا ہر اس کے
مشرقی پھاٹک سلکا پور میں پیدا ہوئی تھی۔ انٹرٹک تعلیم تھی لیکن اس کے ماسواہندو
کی مختلف صوبائی زبانوں میں کم و بیش ہے۔ اس کی تھی ہے چنانچہ مرہٹی، ہجڑی،
ہندی اور اردو بخوبی جانتی ہے۔ اس نے چونکہ ایک ایکٹرس کے گھر میں جنم لایا تھا
اس لئے اداکاری اور حسن پروری تھیں میں شامل تھے۔

حسین آنکھیں، شفاتِ رخار، خوبصورت بدن، دبرانہ گیسو اور سریلی آواز
قد موزوں، نہایت سبجدیدہ اور متین ہے۔ جب گاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تھیتی
نشیخ فضاؤں کو گرمار ہے ہیں۔ اس کے محبت نواز نشیخے ایک سحر بن کر خذبات
پر چھا جاتے ہیں۔ اور سننے والے نعمات کے بھر بیکراں میں ہچکوئے لینے لگتے ہیں
یہ سبجدیدہ پارٹ اداکرنے میں یاد طویلی رکھتی ہے۔

اول اگست ۱۹۴۵ء میں مژہنتن بوس کی نظر انتخاب نے اس کو نیو ٹھیٹر سے
 منتخب کیا۔ اور ”ڈاکو منصوٰر“ میں پردہ سینمیں پر حافظجی کے ذریعہ جگہاں پر
اس کی کامیاب اداکاری اس کے حسن و شباب اور ذہانت نداد ادکنی مرہٹوں میں تھی۔

یہ ہندوستانی اخلاق اور تو اوضع کی ایک زندہ تصویر ہے۔ اس نے پر دہ فلم پر آنے کے بعد تھوڑی سی مدت میں لا تحداد تصویروں میں اپنی اداکاری کا کامیاب مظاہرہ کیا۔ اور پورے فلم بینا طبقے سے خوب خوب دادھن لی جے بھارت نومنہ ہند کیسری، فلاٹنگ رانی، متواہی میرا۔ تقدیر کی تو پر پر یہ بھی آسرا بہن، تھی روشنی دھنڈھورا اور سجنی وغیرہ میں مختلف اقسام کے ممتاز نگرانی کر دادھن کئے اور ہر اعتبار سے یہ کامیاب کہی جاسکتی ہے۔ ”جوانی“ اس کی اداکاری کا شاہکار ہے۔

اداکاری کی ابتدائی تعلیم اس نے اپنی ماں ہی سے سمجھی ہے۔ اور اپنی ماں کا بہت ادب کرتی ہے۔ لیکن اگر صد پر آجائے تو پھر اپنے من کی کر گزرتی ہے۔ احباب، اور ملاقاتیوں سے بڑی تو اوضع اور سادگی سے ملتی ہے۔ بعض فلم بین مبصرین کا خیال ہے کہ اگر کسی قابل ڈائرکٹر کی نظر میں سما گئی تو یقیناً یہ ہندوستان کیلئے ایسا نازمتشہ ثابت ہو گئی۔ اور تقبل میں فرود رکوئی دور میں ڈائرکٹر اس ستارے کو درختان ماہنور بنا دے گا۔

اس کو گلاب کے چھولوں اور سلیوں سے مجنونا نہ محبت ہے، مطلاع، سیاحی اور انگریزی فلمز دیکھنا اس کا محبوب مشغل ہے اس کی تمازہ ترین تصویر نہ آئینہ ہے۔

شو بھنا سمر کھا یم، آ

پیاری زلفیں حسین عارض مخمور بکھا ہیں، نازک لب، قدر عالم، دلبرانہ رفقار و گفتار یہر حال ہر صورت سے محبوب بننے کے لائق کہا جا سکتا ہے کہ، اور نومبر ۱۹۱۶ء کا دن یقیناً بہت سی خوبیوں کا دن تھا۔ جب ہندوستان کے عروشِ البلاد بمبئی میں ہندوستانی فلمی دنیا کی ایک اعلیٰ ترین تعلیم یافتہ اور حسین وجہیں مثل نے جنم لیا۔

شو بھنا سمر کھا بکھاں کے ایک مشہور متمول گھرانے کی توہنال ہے اس کے دال دم سڑک شوتی ایک بڑے پیکر تھے۔ شوتی نے ایک اے کامیاب کرنے کے بعد نیو یارک یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل فرمائی اور اس کے بعد اکثر دیشتریورپ اور دیگر ممالک کو جاتے رہے ان سفروں میں ان کی نظر نظر ہمیشہ ساتھ رہی اور اس طرح اس پری نے پوری دنیا کی سیاحت کی۔

وہ پہنچنے سے وہ بلا کی خوبصورت اور ذہین تھی اس پر یورپیں مالک کی سیر و تفریح نے اور چاند لگتا دئے۔ بکھاں نے مہارا اسٹری اکی پیدائش یورپ کی چلا اور والدین کا تموں ان سب چیزوں نے اکٹھا ہوا کہ شو بھنا کی شو بھا کو جس طرح پر وان چڑھایا وہ آج فلم بین بلقبہ سے پوشیدہ نہیں۔

FILM TITLIAN



Shahzadi



Naseem



Mumtaz Bonthi

FILM ITILIAN



Chandraprabha



Naima



Yamnala

شو بھنا کے والد نے ۱۹۳۶ء میں قلب کی بیماری میں متلا ہو کر اچانک اس دنیا سے کوچ کیا۔ اس وقت شو بھنا بالڈون ہائی اسکول بگلور میں پڑھ رہی تھی۔ والد کے انتقال کے بعد شو بھنا اپنے چھا کے پاس بیٹی چلی گئی اور وہاں ان کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہونے لگی اور پہ کی سیاحت سے آزادی کی روح پہنچنے ہی سے رُگ و پے میں سراست کر چکی تھی اور اس کا مسلکانا ممکن تھا۔ لیکن اس کے چھا اس کی آزادی خیالی کے سخت مخالفت تھے۔ جس کی وجہ سے اس کی صلاتیں اس کے حبِ مشاور و بے عمل نہ آسکتی تھیں۔ جب شو بھنا نے اپنی آزادی میں نکادٹ محسوس کی تو بہت مضطرب ہوئی اور بالآخر ایک دن وہ چھا سے علیحدہ ہو کر ایک الگ مکان میں اپنی ماں کے ساتھ رہنے لگی۔ ای شو بھنا بالکل آزاد اور ایک متمکن سوسائٹی گرل تھی۔

ابتداءً جب اس نے اپنی آزادانہ امکنگوں سے پیدا ہونے والے خیالات کے تحت اپنے والدین سے فلمی دنیا میں قدم رکھنے کی اجازت چاہی تو پورخاندان اس حروشِ ذوشیزہ کے خلاف ہو گیا اور نہ صرف اعضا و اقرباً اور اہل خاندان نے مخالفت کی بلکہ ڈاکٹر بی ایس شلوٹری کے حلقة اجابت نے انتہائی مخالفت کی تھی کہ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں سے گروہ درگروہ و فدائی اور انہوں نے بری طرح شو بھنا کے خیالات کی مذمت کی، اس کے والد کو سمجھایا اور زور دیا کہ وہ لڑکی کو خاندان کی عزتِ ناموس کے تحفظ کی خاطر ہرگز فلمی لائن میں نہ جانے دیں۔ اخبارات اور رسائل میں بھی ڈاکٹر شلوٹری سے یہ زورالخطا میں اس کو روکنکی سفارش کی گئی۔ مخالفت کی بادسموم شو بھنا کے خلاف

کافی تیز و سند ہوتی گئی۔ اور اس کا خواب بـ شرمندہ مصنفہ نہ ہو سکا۔
 والد کے انتقال کے بعد چاہ سے علیحدہ ہو کر فلمی دنیا پر چکنے والا آغاز
 جب ایک علیحدہ مکان میں فروکش ہوا تو فلمی دنیا کی خوش قسمتی کہیے کہ اس
 مکان کے مالک کسی کپنی کے ڈائریکٹر تھے۔ اور ایک صاحب سامراجی نامی اکثر
 ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ یہ حضرت بھی ایک بڑے دولتمد اور اعلیٰ تعلیم یافتہ
 نوجوان تھے۔ حال ہی میں جرمی سے آئے تھے۔ اور فلمی دنیا سے بہت دلچسپی
 رکھتے تھے شو بھا بھی اکثر آیا جایا کرتی تھی۔ اتفاق کر ایک دن میں شو بھا
 اور مدرس سامراجی کی ملاقات مکان کے ایک کمرہ میں ہو گئی۔ ان دونوں شو بھا کی
 عمر کوئی اطھارہ برس کی تھی۔ اشستی جوانی گدرایا ہوا جوین حسن و جمال کی تصویر
 محسم دو شیزگی کا بھرپور زمانہ آزادی کی دیوانی کی پہلی ہی جملک اس آزادی
 کے دیوانے پر پڑی اور بجلیاں بن کر خرمن سستی کو خاکستر کر گئی۔ نیت تجویز ہوا کہ
 جرمی سے آنے والے نوجوان نے اس اندھیں بماری کی تاب نہ لا کر پہلے ہی
 وار میں سورچ چھوڑ دیا، مہتھیا ڈال دئے۔ اور بری طرح گھاٹلی ہو گیا شو بھا
 بھی مدرس سامراجی کے حسن و ثبات سے کافی متاثر ہوئی۔ یہ ملاقاتیں رفتہ رفتہ
 پڑھتی رہیں اور ایک نے دوسسرے کو بہت قریب سے دیکھا اور سمجھنے کا موقع پایا
 پھر اعلیٰ تعلیم کی ہم رنگی اور رنگی کی ہم خیالی نے قریب سے قریب تر کر دیا
 رفتہ رفتہ یہ ہم خیالیں رنگ لا دیں اور یہ طے کر دیا گیا کہ خوب بگزرسے گی جو
 مل مبھیں گے دیوانے دو۔ اراوون نے عمل کی صورت اختیار کر لی اور اداکاری کے
 دیوانوں نے اپنا ایک متعلق شادی کی شکل میں او اکر دکھایا۔

شوہنہا قظر تا آزاد واقع ہوئی تھی شوہر کی ہم خیالی نے سمند ناز پر
تازہ یا نہ کام کیا اور کو لھاپور نے ٹون میں ملازمت کر لی۔ سب سے
چہلے یہ "ستھم بچے" نامی تصویر میں پر دُھ قلم پر آئی لیکن یہ تصویر قدیمتی سے کامیاب
نہ ہو سکی اور بری طرح ناکامیا پ ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے "سَأَرَ" کے دو
دو ہوائے اور کوکیلہ میں کام کیا لیکن کوئی قابل تعریف کردار پیش نہ کر سکی۔
اس کی شہرت کا ستارہ پتی پتی اور زالا ہندوستان سے چمکا اب تو شوہنہا
یکجہتی متحدد فلموں میں کام کیا اپنی نگری، سوامی نامہ، بیوی کی سر
یحرت ٹاپ، تئی دنیا وغیرہ میں اپنی اداکاری کے بہترین نمونے پیش کئے۔
ان رخوب خوب داد و حسین حاصل کی۔ "گھر جوانی" خود اس کے شوہر مُشر سامنہ
تے ڈائریکٹ کیا ہے۔ اس میں بھی یہ کافی کامیاب رہی۔
یرات، ناما اور سورا میں بھی اچھا کردار پیش کیا ہے۔ نلی دینیتی راجن
اور ان ان اس کی تازہ تصویر میں ہیں۔

مُشر جینت نے اپنے ایک انڑ دیو میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے
کہا کہ میں بھاٹا اداکاری اپنی ساتھی مثلاً ت میں سب سے زیادہ میں شوہنہا سمر تھو کو
پنڈ کرتا ہوں۔ مُشر جینت کی شخصیت سے فلمی دنیا نا آشنا نہیں اسی کے الفاظ
یقیناً حقیقت پر منی ہیں۔

شوہنہا اپنی پرائیوٹ زندگی میں بھی بید شوخ و طرار اور زنگین مزاج
پائی جاتی ہے۔ اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرتی ہے جو عشق کی حد تک
بہنچ چکی ہے۔

تازہ ترین اطلاع ہے کہ شوہنگانی میں آرہی تھی ، اس کی
ہدایت کاری کے فرائض دادا گنجال کی علاالت کے باعث اس کے شوہر مشر
کماں میں سمرتہ کے سپرد تھے لیکن تصویر کی تکمیل سے قبل ہی مشر گنجال صحتیاب
ہو گئے ۔ اور مشر چھوٹو بھائی دیباںی پر وہ دیوسرنے انھیں مفوضہ فرائض کی انجام دئی
کیلئے تو جہ دلائی لیکن شوہنگانے اپنے خاوند کے سوا کسی اور کے نزیر ہدایت کام
کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔ دیکھئے اب کیا مغل کھلتے ہیں ۔
رقص ، تیراکی اور ادا کاری کی یہ دلدادہ ہے گھوڑے کی سواری
خوب کرتی ہے ۔ اور کتنے سے بہت پیار ہے ایک لڑکی چیز سے بہت محبت
کرتی ہے ۔

پروتیا داس گپتا

حسین چہرہ، شوخ آنکھیں، دلیرانہ خدوخال، زلفیں غبیریں شب ہجر کی
طرح بیاہ دراز، ابیلے نقش و بیکار پیارے ہوت، بانکی اوائیں، دلوں سینہ
جسم گویا حسن کے سلپنے میں ڈھلا ہوا۔ نیم سبع کی سی متانہ چال سے جب چلتی ہے
تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی شاعر کا حسین تخلی نور کے سلپنے میں ڈھل کر زمین
پر اتر آیا ہے۔ دیکھنے والے کلیجہ تھام لیتے ہیں ہر آزاد پر دل چاہتا ہے کہ شادر
ہو جائے۔

پروتیا کی پیدائش ۱۹۲۱ء کو کاشیاوار (گجرات) میں ہوئی
یہ ایک معزز اور متمول بیکاری فائدان کی چشم و چراخ ہے اور شاعر اعظم ٹیکوڑ
آنہماں سے قریبی رشتہ بھی ہے۔ چین ہی سے بہت شوخ و تیگ واقع ہوئی
تھی۔ اور چاہتی تھی کہ میں بڑی ہو کر فلم اشار بیوں۔ چانچے اس نے اپنے
تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی نو خیز تمناؤں اور آزادی کو بیک ہمتی ہوئی شاعر
آنہماں کی حب نتاء ۱۹۳۸ء۔ ایک بیکاری فلم میں کام کیا جو داکٹر ٹیکوڑ
کے مشہور ڈرائی "گورا" پر مبنی تھا۔ اس طرح پہلی بار پر دہ سینہ پروتیا
"گورا" کے ذریعہ دیور تاکے پر دہ ز بیکاری کی خیرہ محنت و شنی میں کرچکی

صاحب ادب نظر نہ پہلی ہی نظر میں تاڑیا کر اگر یہ اس طرح دو چار بار مشق ناز کرنے کے بعد بے حجاب ہو گئی تو یعنی ہندوستانی فلم کی آئندہ قسمت کا ایک چمکدار تارہ ہو گی۔

خود شاعر اعظم نے اس کے بے مثل حسن اداکاری کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ میر ڈرامی لیتی اتنا اچھا کام نہ کرتی جتنا اس میں پروتیما نے گی ہے۔ یہ الفاظ نہ تھے بلکہ پروتیما کی کامیابی پر مہر تو شق تھے۔ چنانچہ گورا کنی نایش کے بعد پروتیما روز بروز ہر دلعزیز ہوتی گئی کچھ عرصہ کے پروتیما یورپ میں صفت فلم سازی سے واقع ہونے کے لئے انگلستان پلی گئی اور وہاں قیام کیا۔ لیکن اچانک یورپ پر جنگ کے بادل چھا گئے تو اس کی ماں نے گھبرا کر واپس بلا لیا۔ اس طرح وہ وہاں زیادہ عرصہ نہ رہ سکی پھر بھی کوئی چار ماہ کی قلیل مدت میں بہت کافی و قافتی حاصل کر کے واپس آگئی۔ یورپ سے واپس آنے کے بعد نیا ایک بنگالی تصویر پاٹھکھن میں ایک ممتاز نسوانی کردار لیکر نمودار ہوئی فلم کامیاب رہی اور اس کی کامیابی نے اس کو اور بھی بام شہرت پہنچا دیا۔ ایس کے بعد اس نے کورٹ ڈانسر بیا بودھن کنووارا باپ میں نہایت کامیاب مشیل پیش کی ان تصویروں نے اس حسین مشکل کی شہرت میں چار چاند لگا دئے کنووارے باپ میں اسکی صفائی کشش اپنے پورے ثبا ب پر ہے اس کی تمازہ ترین فلم نہیں ہے۔ راج نر ہجکی اور کنووارا باپ اور راجہ شرارت اس کے زندہ جاوید شاہ کاریں۔ پروتیما داس فلمی دنیا کو بہت پنڈ کرتی تھی لیکن خود اس میں شرکیا ہونے کے بعد اس کی تردید کرتی ہے۔

پروتیا کا شمار "ہندوستانی فلم" کی ان چند مشہور مثالات میں ہوتا ہے جن کی تعداد انھیلوں پر گئی جاسکتی ہے۔ وہ اپنے کردار کو اس انداز سے بنھاتی ہے کہ شاعر کا تخلیل اور مصور کا دماغ دنوں منہ تکتے رہ جائیں۔

پروتیا حسن و شباب کا معطر بھول ہے اداکاری کے ساتھ ساتھ اس کا خشر سامان حسن، شوخی اور شرارت کے ساتھ الراہ پر اور اس کی دلاؤیز اوسیں ایک غصہ محسوس ہیں اس کی روشن اور تیرنگا ہیں اپنی نوکیلی بلکوں کے ساتھ جب کیوپڑ کے کمان سے تیر اندازی کرتی ہیں تو ہزاروں حجوان دل اونکا نشانہ بن جاتے ہیں۔

یہ اپنی حسین مسکراہٹ اور شوخ ہنسی کے ساتھ جب ٹھی مناظر پر جلوہ فراہوتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرستان کی کوئی منتخب پری اپنی پوری ستم ظریفیوں اور رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو گئی ہے۔ اور یہ خفریب ہی وہ اپنے حسن عالم پشاپ سے ایک جہان کو پھونک دے گی۔ اسے تصویر میں دیکھنے کے بعد جی چاہتا ہے حقیقت میں دیکھا جائے اور ایک لمجھ کیلئے نظر پر سے او جصل نہ ہو۔ درحقیقت وہ ایک انتہائی حسین مسئلہ ہے۔ جس کی یاد میں سیکڑوں حسن پرست بتلا ہیں۔ وہ فلمی دنیا پر ایک چکتی ہوئی قوس قزح ہے۔ جس کے بر ق پاش جبوے اپنے اندر ہزاروں دلوں کی آرزویں لئے ہوئے ہیں۔

پروتیا اپنی پرائیوٹ زندگی میں بھی بہترین مشغل کی حامل ہے یا جی رقص اور سرود شہسواری اور مطالعہ اس کے مرغوب کام ہیں۔

اُر ملا دلوی

پنجہ صاحب کیمبل پور صوبہ پنجاب میں، اردمبر ۲۳۷۳ھ کو پیدا ہوئی۔ اور زندہ دلوں کے اسی خلڑ رنگین میں پورش پا کر ایک ہندوستانی عورت کی طرح خانہ داری کی زندگی بسر کرنے لگی۔

عزت و شہرت اور حصول دولت کا شوق جب دل میں پیدا ہوا تو اپنی دلی آرزوں کو پورا کرنے کے لئے ایکٹرنس بننے کا خیال آیا۔ چنانچہ اپنے ارادے کو رو بعل لانے کے لئے فلمی لائن اختیار کر لی۔ لیکن اس لائن کو جس قدر آسان خیال کیا تھا۔ واقعات سے دوچار ہونے کے بعد اس کی تردید ہو گئی۔ پھر بھی انتہائی دشواریوں اور قربانیوں کے بعد اپنی مشکلات پر قابو پا گئی اور بالآخر فلمی زندگی میں نمایاں طور پر کامیابی حاصل کی۔ پہلے یہ زندگی صرف شہرت و دولت کیلئے اختیار کی تھی لیکن اب اداکاری ایک مستقل پیشہ بن کر رہ گئی ہے۔ جوانی کے دن اور مرادوں کی راتیں ہیں۔ فقط تاثابطیعت میں بے باکا اپنے احترم اور شوخي و شہرت کا یہ عالم ہے کہ بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے۔ ہلکی پیشافی صاف و شفاف رخسار، مقابل اعضا اور متانہ چال ہر صورت سے ایک فتنہ قیامت ہے۔ اچانک اگر آنکھیں چار ہو جائیں تو دل دھڑکنے لگے۔

اس کی سب سے بڑی خصوصیت خوش اخلاقی اور شریفانہ انگوار ہے یہ مرتو اور اخلاق کا مجسم ہے اردو کی اچھی خاصی ہمارت ہے بس سے پہلے ۱۹۳۸ء میں راوی ٹائیز میں داخل ہوئی اور اس وقت سے آج تک کم و بیش ایک درجن کمپنیوں میں اپنے تنشیلی کالات کامیاب منظاہرہ کرچکی ہے اور کئی اعتبار سے ایک کامیاب مثالہ ثابت ہوئی ہے اس کی سب میں مشہور تصویر ”دس بجے“ ہے۔ اس نے بے شمار تصویروں میں کام کیا جن میں سے بعض یہ ہیں۔ ہری کیں اپیل، بادل، اسرال، جوانی کی پکار، میرے ساجن ریڈ گھنل، پاپ کی نگری اور ان کے علاوہ متعدد تصاویر میں بھی کامیاب اداکاری کی ہے۔

اس پر مسٹر گھولسلا کی ہدایات کا زیادہ اثر پڑا ہے اور اس سے کافی تاثر معلوم ہوتی ہیں۔

اس کو خود ان تمام تصویروں میں جس میں اس نے کام کیا ہے ”دنیا ایک تماشہ ہے“ کی تیل ناصل طور پر پسند ہے۔

اندر ا

اس سینے بدن۔ نو خیر مسئلہ کا اصلی نام زیڈ الکنز ٹنڈر ہے۔ دنیل کے فلم میں اندر ا کے نام سے مشہور ہوئی۔

موسکم گر ماکی چھٹی جوانی، امریئی ۱۹۲۸ء کو صوبہ متحده کے دارالسلطنت یعنی پریاگ راج میں پیدا ہوئی۔ والد یوپی باب حکومت کے صدر معاہب اور کشڑ وغیرہ کے ممتاز عہدوں پر مامور رہے۔

گنجھا کے دو آئیے کی لالہ زار سرز میں۔ اور تینی کی پر بہار اور روح پر فضاؤں میں یہ نو خیر کلی رنگ لانے لگی۔ سینیپر کمپریج تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۵ء میں موسکم گر ماکی تعطیلات گزارنے کیلئے بمبئی گئی ہوئی تھی اسی زمانہ میں ساگر چھپنی کی ایک تصویر فلمی جا رہی تھی جسے دیکھنے گئی۔ فلمی دنیا کی خوش قسمتی کہنے یا اندر ا کو اس مثل کا مصدقہ سمجھنے کہ آگ لینے جائیں اور پیپری مل جائے۔

جو تصویر فلمی جا رہی تھی اس کی تصویر کشی نے بہت متاثر کی اور ایک مسئلہ کو اپنے کردار میں ناکام اور غلط زبان بولتے دیکھ کر اس کے دل میں ھی امیگیں پیدا ہوئیں۔ جذبات نے گردٹ بد لی۔ شوق نے انگرہ اُسیاں لیں اور

یہ بغیر کسی دشواری کے "سگر" میں شریک ہو گئی دنیا لوگوں کی کامیابیاں دیکھ کر رشک کرتی ہے۔ دوسروں کو عروج وارتقا دیکی منزلوں پر پا کر اس منزل کلخ کیا جاتا ہے لیکن اس کمن حسینہ نے اس وادی میں سمند شوق فہمیزدی جس راہ میں دوسروں کو ٹھوکر کھا کر گئے ہوئے پایا۔ بخطکرو د پرا آتش نمرود میں عشق۔ عقل ہے خوتاشائے بیت م الجی۔ "جن شوخی اداونا ز فطرت کی طرف سے غایت ہوا تھا فلمی لائن اختیار کرنے کے بعد رعنی و نعمت کی طرف متوجہ ہوئی اور ایک کامیاب رقصہ و مخفیہ بن کر نکلی۔

ابتداً عمر اور سمجھ کے مطابق تکمیل ہچھوں اور سائیداد اکارہ کی حیثیت سے کام کرتی رہی لیکن جب خوابیدہ فتنے بیدار ہوئے۔ شباب دجواني نے بلا یں لیں تو اندرہ، اندر کی پریوں کو شرمانے لگی۔ چاند سا چہرہ گدرائے ہوئے جو بن کے ساتھ اٹھتی ہوئی جوانی کو دیکھ کر پرکھے دالی آنکھوں نے اس خشر محجم کو دیکھا۔ یاران طریقت کی نیندیں حرام کرنے کیلئے اس کو مخصوص کردار دے گئے۔ یہ فتنہ قیامت بن کر پر دون پر جلوہ فرمایا ہوا۔ گاؤں کی لڑکی، جاگیر دار، ترسی بیگن، آنکھ کی شرم وغیرہ اس کی کامیاب تصاویر ہیں اور انہ سڑیں انڈیا (صنعتی ہندوستان) اس کی ماہی ناز تصویر ہے۔ اس کی آئینہ تصویر راحت ہو گئی جس کو کرتی پر و دکش نہما رہی ہے۔ اس کی خانگی زندگی بہت پر سکون ہے اندر اپنی موجودہ زندگی سے کافی مطمئن ہے کشیدہ کاری سیر و شکار اور کتب بینی اس کے دلپ مشاغل ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس کوچھی کے شکار سے غیر معمولی دچپی ہے۔ کاش
ہمارے دل پینیک نوجوان مچھیاں بن سکیں ۔۔۔

پشا رانی

پشا رانی کا اصلی نام رشیدہ ہے۔ ۱۵ نومبر ۱۹۲۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئی۔ انٹرنس تک تعلیم ہے۔ اس کا تعلق پنجاب کے ایک معزز پھان فاذان سے ہے۔ تمثیل اور اداکاری کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ اور چاہتی تھی کہ کسی صورت اپنے حسن کی نمائش کر کے داد و تحین حاصل کرے۔ لیکن اہل خاندان نے اس کے ارادوں اور آرزوں کی سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے بہت دشواریاں اٹھانی پڑیں اور آرزوں کا خواب دصد لانظر آنے لگا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہماری تکمیل ذوق کے لئے اپنی انتہک جد و جد اور قابل داد قربانیوں کے بعد کامیابی حاصل کری۔ اس طرح ۱۹۳۹ء کو رشیدہ پشا رانی بیکر میدان میں شرکیاں ہو گئی۔ اور یہاں آکر رقص و موسیقی بھی سیکھی۔ اس میں کافی استعداد پیدا کری۔ بیکر ہوارنگ برسات کی کامی گھٹاؤں میں عجیبی زلفیں۔ اگر زلف پہ دوش ہو کر سکھے تو معلوم ہو کہ چاند گھن میں آگیا ہے۔ بیورپن سینہ نورانی جنم "ویکر" اور قیامت خیز چال آواز ایسی کہ بے ساختہ محبت کرنے کیوجی چاہے۔ ان تمام حشر سامانیوں کے ساتھ دیر کیسری تین سال بعد، نامتنا اور جوش اسلام میں

سلمنے کھڑی نہ رہ سکوں گی اس نے تو میرا خون ہی نلٹک کر دیا۔ اس منتظر سے تمام لوگ بے ساختہ ہنس پڑے۔ اس فلمی مس کا یہ پہلا محسوس قاتا وار تھا جو اسٹریلو پر پڑا اور کاری ضرب لگاتا ہوا اپنا کام کر گیا۔ وہ خود بھی بہت دیر تک ہنسنے رہا لیکن رفتہ رفتہ جذبات شوق چاپر غالب آہی گیا اور شرم کا پردہ کیمرے کی صیا پاشیوں کے سامنے تارکتاں ہن گیا۔

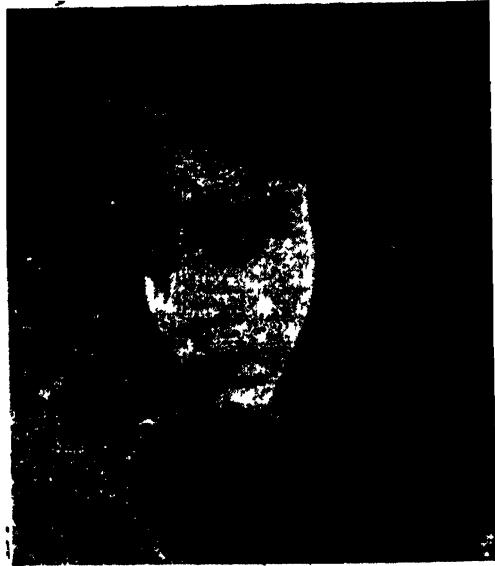
اس نے نیو تھیٹر ز کے بیٹوں مایا اور دنیا پاؤ نامیں کام کیا اس کے بعد چندی داس میں ہیر و دُن کا پارٹ اس کے سپرد کیا گیا جس میں اس نے اپنی کافرا داؤں، مدھری سر ملی آواز اور نغمہ جاں فزا سے دہ بیگانی جادو چونکا کہ تماشائی دل تحام کر بہوت ہو گئی۔ اور اس کے تفہمات روح پر در تھیٹر ہال سے بلند ہو کر گلی کو چوں اور بازاروں سے گوئیجھے ہوئے محلوں اور جو نیوں میں مدد اور بازگشت پیدا کرنے لگے۔ حتیٰ کہ جھونپڑیوں اور کھیتوں کی سہانی فضاء بھی ان سے مرتعش ہو گئی۔

اس کا جادو خیز سکلا بزرگوں دا تھین کے ہاروں کا مرجع بن گیا پھر اس نے دھوپ چھاؤں، دا کونصور، اور دھرتی ماتا وغیرہ میں کام کر کے فلمی دنیا میں اپنی یہ مثلاً اداکاری اور نشاط ایجاد کیا گیا۔

اس کی اداکاری نے ہندوستان کی صنعت فلم سازی کا معیار بلند کر دیا۔ جن فلموں میں کام کیا ہے ان کو یورپ اور امریکہ کا مقابلہ بنادیا ہے۔ اس کی شکل و ثیا ہست دل پنڈ اور دل کش ضرور ہے لیکن چہرے کے خدوخال کسی فاز سے سے بیگانیت کو چھپا نہیں پاتے ہیں اس کی فربہی دن بن

FILMI-TITLIAN

Ratan Bai



Ragni

FILMI - TITLIAN



Lalita Doweri

Leela Dasi

Swaran Lata

پڑھ رہی ہے۔ وہ سوچتا ہے تھجپل اور شوخ پارٹ ادا کرنے کے قابل نہیں ہے۔
 تھس اور بناوٹ سے دلی نظرت ہے ایک لڑکی کی ماں بھی بن چکی ہے
 یعنی میں ایک خلاص اور محبوب دل رکھتی ہے۔ اس دل میں اب بھی محبت
 کی کمک پائی جاتی ہے۔ جب گاتی ہے تو مخلل پر وجود کی سی کیفیت طاری
 ہو جاتی ہے اور سننے والے کا دل پکارا ڈھتا ہے "گمائے جا گمائے

ارونا دیوی

ایک بینگھائی خاندان کی نور نظر ہے۔ نویندرناٹھ بوس آنجھانی کے گھر ۱۹۱۹ء میں کلکتہ میں پیدا ہوئی کلکتہ یونیورسٹی سے میرٹ کم تعلیم حاصل کی۔ اروننا ایک ماہر رقصہ ہے۔ جب ناز سے اسٹچ پر پر رکھتی ہے تو نوجوان تھرا کر سینے پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔ رقص کرتے وقت اس کا ہر قدم نوجوان دھڑکتے ہوئے دلوں پر رُتا ہے۔

یہ محبو بُ رقص و سرو دملکہ و حسن و جمال اپنے کمالات کی داد ہیں حاصل کرنے کے لئے شو قیہ ۱۹۳۷ء میں پہلی بار بھارت تکشی کلکتہ کے ایج پر چکی، اس کے بعد مختلف اسٹڈیوز میں کام کیا اور ایک قابل ادا کارہ ثابت ہوئی۔ لیکن یہ بینگھائی تصاویر کی زندہ جاوید مسئلہ ہے۔ اردو فلموں میں بہت کم نظر آتی ہے۔

جادو نگری کلکتہ کی پرورش یافتہ اور بینگھائی کی فضاؤں کو محور کرنے والی یہ حسین ساحرہ پھین ہی سے رقص و سرو د میں غیر معمولی شہر اور مہارت حاصل کر چکی تھی اس نے اب تک صرف دوار دو تصوروں میں کام کیا ہے ”پگلی“ اس کا نہایت کامیاب شاہکار رہا۔ توقع

ہے کہ آئینہ یہ اردو تصویر وں میں بھی نام پسیدا کرے گی ۔!
 حسن خلا ہری میں یحییٰ بن محمدہ زہرہ کی تمثیل ہے۔ موڑ چلانا رقص
 لزنا، اور تیرنا اس کے محبوب ترین مشاغل ہیں۔ اس کی تازہ ترین اور
 کامیاب تصویر جس نے غیر معمولی شہرت پائی وہ "راگھنی" ہے جس کو مہیشوری
 پکجھر ز لاهور نے تیار کیا ہے۔

امیں خاتون

تھا گی ہے کہ امیں ایک کانپوری سوداگر چرم کی دختر بلند آخرت ہے کانپور ہی میں پیدا ہوئی، پندرہ سال کی عمر میں ایک پولیس کے عہدہ دار سے اس کی شادی کردی گئی بچپن ہی سے زیکریں مزاج و اتفاق ہوئی ہی چنانچہ شادی کے بعد اس نے ایک دو مرتبہ اپنے شوہر سے فلم استار بننے کی اجازت چاہی لیکن اجازت نہ ملی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد جب نئی دلہن پرانی ہو چلی تو انھوں نے اسے ایک بڑی فلم کمپنی سے اپنے روابط پیدائش کئے ہی اس نسب سے پہلے اشارا نہ کیا فلم کمپنی سے اپنے روابط پیدائش کے اور پھر مدرسہ کاردار کی مشہور فلم "باغی پاہی" میں لپنے دل کے چھپے ہوئے تھے اس کے خاتمے داری سے باغی رٹکی "باغی پاہی" میں اوکاری اور سوچی کے دلوچیح و کھانے ملکی۔ یہ فلم کافی مقبول ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یوپی پو تیس کی یہ امیں و جلبیں افلامی دنیا کی نوں بن گئی۔

صف و شفاف رنگ کشادہ پیشانی پر کشش انگھیدیں نرم و مازک کا ندھوں پر دو پہڑے ایسے ایسے ان کے پیچے چھوٹا سا سینہ جس میں نغمات کا بے پناہ طوفان لئے جب یہ اسیح پر آتی ہے تو پو تیس عہدہ دار تو کیا پبلکی

"بانی سپاہی" تصور کرنے لگی اس کے بعد سن رائے کمپنی میں پہنچی اور یہاں اس نے بالترتیب کس کی پیاری؟ اور مان میں کامیاب ایکٹ کیا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ موسیقار اچھی ہے یا مشکل؟ لیکن زیادہ تر یہ اپنی پیاری اور نزدیک آفرین آواز کی وجہ سے مشہور ہوئی۔ اس نے ایک ریکارڈنگ کمپنی سے معاہدہ کر کے کچھ عرصہ کام بھی کیا۔ اس نے رنجیت میں بھی کچھ عرصہ تک کام کیا۔ اور پھر شاید ریکارڈنگ میں مصروف رہی اس کے بعد کیا ایک "پروسی میں نودار ہوئی رنجیت کی یہ تصور کافی کامیاب رہی اور اس میں قیس بھی ایک کامیاب اداکارہ ثابت ہوئی۔

فضلی برادرس کی شہرہ آفاق فلم "معصوم" میں بھی اس نے قابل داد کام کیا ہے۔ "چورنگی" اور "گھروندہ" سے اس کی کافی شہرت ہو چکی ہے جو اس کی بالکل تازہ تصاویر ہیں۔

یہ عموماً دھیلے قسم کے بیاس بہتی ہے جو اس کو زیادہ خوبصورت اور دلپذیر ثابت نہیں کرتے اس کے برخلاف چست بیاس میں جب یہ بوس ہوتی ہے تو غصب کی حیثیں اور محبوب معلوم ہوتی ہے۔ بیک رفقار اور تازک اندام ہے۔ بالکل شاعرانہ قسم کی چال چلتی ہے۔ چشم بد دور خود بھی شاعر ہے اور دعائی خلص کرتی ہے مخفیہ، ممثلہ اور ساتھ ہی شاعرہ گویا سونے پر رہماں۔

انیں ایک اچھی ایکٹریس سے زیادہ ایک اچھی مخفیہ ہے اور پی

موسیقی کی دادیں بہت سے طلائی تئے بھی حاصل کر جکی ہے۔ کچھ دنوں غلامی دنیا سے لاپتہ ہی رہی لیکن اب پھر عنقریب "عصمت" میں آرہی ہے۔

مہ سما سر میں

علمی دنیا میں اسم یا اسمی بیضوی چہرہ تیکھی چتوں، شریا جیں خودار ابرو، گھنی زلفیں، کشش انگیز آنکھیں، قدر عنا سارا بدین گویا نور کے پیاسچے میں دھلا ہوا ————— اپنے اصلی نام سے ہی علمی دنیا میں بھی ہبور ہے۔ ۳ مارچ ۱۹۲۹ء میں ونجاپ کی راجدھانی لاہور میں پیدا ہوئی انڈنس تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۵ اگر مارچ ۱۹۴۱ء کو بے عاپ تاج محل کچھ پرس میں داخل ہو کر "احالا" کی روشنی کے لئے پردہ فلم پر بھیگا۔

شریا نے اب تک جتنی بھی تصویروں میں کام کیا ہے وہ سہ پہلو سے کامیاب رہی ہیں۔ اس کی مشہور تصویریں "تمنا" "تاج محل" ایشنا شریا میاں جن میں سے "اشارہ" اور تاج محل اس کے شاہکار ہیں۔ اشارہ میں اس نے بحیثیت برسر و شُن کے اپنے فطری رجحانات کی کامیاب نمائش کی ہے۔

اس نے مبتدی ناکیز سے ایک سالہ معاهدہ کرنے کے بعد کئی تصویریں فلمائی ہیں جن میں سے "اشارہ" اور تاج محل اس کے شاہکار ہیں۔ ان دونوں تصویروں نے اسے یام رفتہ پر پہنچا دیا ہے۔ یہ معادہ اب ختم ہو گیا ہے اور شریا کی آیندہ تصویریں فلمز کی پیش کردہ "پھول" ہو گی۔

اتھی کم عمر میں شریانے جو کامیابی اپنے کردار اور اپنے حسن خدا واد سے پائی ہے اس نے بڑی بڑی کامیاب مشکلات کو شرمادیا۔

اس نے اپنے ذوق کردار کے جو ہر دلکھانے کے لئے فلمی زندگی اختیار کی تھی اور ہر فلم میں لا جذاب اور نمایاں کامیابی کے باوجود شریا اس زندگی کو بالکل غیر وچپ سمجھتی ہے۔ رقص اور پٹکا سکانا بخوبی جانتی ہے جس نے اس کو اور بھی پٹکا کر دیا۔ شریا سے آئینہ اردو فلمی دنیا کی بہت سی توقعات والبستہ ہیں۔

انورادھا

لبای چہرہ خوبصورت گمال تاروں جیسی آنکھیں، حین ابر و صراحی دار گردان۔ رس بھرے شاداب ہونٹ ملام مریمی بالشل غسل آپس میں ابجھے ہوئے۔ قدر عناء پچھے کھوئی کھوئی سی نظر آتی ہے۔

انورادھا کا اصلی نام خورشید اختر ہے، یہ ایک مشہور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۹۲۳ء میں لاہور میں پیدا ہوئی اپنی تعلیم وہیں حاصل کی۔ موسیقی سے فطری لگاؤ تھا جس نے بعد کو علمی لائیں اختیار کرنے کی ترغیب پیدا کی۔ علاوہ ازیں اپنی بہن زمہرہ خاتون کی آنکھیں دیکھے چکی تھی جو بذاتِ خود ایک مشہور اور کامیاب ممثلہ تھی۔ چنانچہ یہ اپنی بہن کی وساطت سے ۱۹۳۸ء میں امپریل اسٹیڈیو میں آنکھی۔ ہونہار برداکے چکنے پات۔ اس وقت مدر انڈیا فلم اے جانیکی کوشش ہوئی تھی۔ جس کو مسرایرہ افیڈا رکٹ کر رہے تھے۔ انہوں نے پہلی ہی نظر میں انورادھا کو بھاٹپ لیا اور اس کو ہیروین کا پارٹ دیا۔

چونکہ اداکاری اور حسن کاری سے فطری لگاؤ تھا پچھے عمر اور طبعیت کی موزوفی نے اور بھی نمایاں کر دیا۔ مدر انڈیا کے بعد ”ایک ہی راستہ“

”اس کی بھول“ ”کلچر“ وغیرہ میں اپنی قابلیت کا منظاہرہ کرتی رہی ہوئی فلامنگ رانی ایک ہی راستہ اور مدرانڈیا اس کی کامیاب تصاویر ہیں۔ ”انورا دھا“ فلمی زندگی کو صرف پسند ہی نہیں کرتی بلکہ اس کو یہ زندگی انتہائی محبوب بھی ہے موسیقی اور اداکاری اس کے بہترین مشاغل ہیں۔

انجمنی دیلوی

گول گول دل آویز چہرہ خوبصورت ہونٹ آنکھیں کشش انگیز سر
وقد بعض ادا میں جنت کے چھولوں سے زیادہ نازک اور دلکش ہیں۔
درگیش نند فی اس کا اصلی نام ہے۔ لیکن فلمی دنیا انجلی کے نام سے یاد
کرتی ہے۔

انجلی نے ۱۹۲۱ء میں کاشتی کے ایک مشہور فارمیٹ الال برہمن جاندی
میں حبم لیا۔ خاندانی اعتیار سے۔ ہندی اور سنکرت پچپن ہی میں پڑھی تھی
اب اردو میں بھی سجنی تکھ پڑھ لیتی ہے۔

ناولیں پڑھنا اور رکھانا پچپن ہی سے بہت مرغوب تھا اور اسی
سلسلہ میں او اکاری سے دچپی پیدا ہو گئی اس دچپی نے رفتہ رفتہ شدت
اختیار کی یہاں تک کہ شاہ قاسم میں رنجیت مووی ٹوں میں شرک ہو گئی۔
اور بہت سی مشہور تصویروں میں کام کرتی رہی۔

پردیسی "کنوارا باپ" انھوں وغیرہ میں سائیہ ہیر دن اور ہیر دن کا
کمردار نہایت ذکاوت اور کامیابی کے ساتھ ادا کیا ہے۔ "پرملن" اور
"پردیسی" "کنوارا باپ" کو پبلک میں خاص شہرت ہوئی اور اس کے شاہکار میں

گانا بخوبی جانتی ہے اور اکثر اس سے کافی امداد ملتی ہے۔ اب بھی اداکاری کے بعد نادلوں کا مطالعہ اس کامر غوب ہر ٹین خغل ہے۔ اس کی تازہ ترین تصویر آپاریٹ پر ڈکشن کی طرف سے ”پرستان“ ہو گی جو ابھی فلم انی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ اس میں انجلی ایک خاص انداز میں آئے گی۔

آشات

بہبی کے مشہور خوجہ خاندان کی نور نظر ہے جس نے امر اکتوبر ۱۹۴۷ء کے
مہرالناد بن کر جنم یا لیکن فلسطین کی حکومت نے آشات کے خطاب سے
مناطب کیا اور اپ ایسی نام سے مشہور ہے۔

یہ خود ایک معقول عدیم یافتہ خاتون ہے۔ فلمی دنیا سے پہنچنے سے
والہا نہ رغبت رکھتی تھی۔ اور اس کے اس بے پناہ جذبہ شوق نے جب عملی
صورت اختیار کرنی چاہی تو دنیا کے عام و سوور کی بیوجب خاندان کے تمام
افراد شدت سے مخالفت ہو گئے۔ اعزاء اقرپا دنے شدید نکتہ چینی کی فلمی
لاعن کو عزت و ناموس کے دامن پر ایک بد نمائاد صہبہ تبا یا۔ لیکن آشات
نے اپنی ماں کو سمجھا چلا کے رام کرہی لیا اور ماں کی ماتما سے فائدہ ٹھا
کر ۱۹۴۷ء میں شکتی موی لوں کے استیج پر آنکھی اس کے بعد پھر کئی اور
دوسری کمپنیوں میں کام کیا۔ پہلیم دیر اور ڈاکٹر دیپک اس کی کامیاب
تصویریں ہیں۔ اس کاماتا زہ ترین افلام سے انسو یا ہے۔

اس چینے نے اپنی زندگی کو اجاگر کرنے اور اپنے شوق کی تکمیل کے
لئے فلمی لاعن اختیار کی تھی لیکن آج تک وہ کسی ایسی تصویریں کام نہ کر سکی

جس سے غیرعمولی اور لافانی شہرت حاصل ہو سکتی۔ اس کی تازہ تر تصویر انڈیا پچرز کی "ستی انسویا" ہو گی۔ ہمہ کامکافی سے زیادہ حصہ اس تنا میں ختم کرنے کے بعد بھی دلی آرزوئی تکمیل نہ ہو سکی تاکہ سکون واطیناں ہوتا، یہ خلاش اب تک آشات مکے دل میں ہے، ممکن ہے کہ آئندہ اس کی پابھائی ہو سکے جس کے لئے ساری دنیا سے بگاڑ کر کے اپنے من کی دنیا بائی ہے۔ اس کے ہلکی ابر و خوبصورت سینہ، صاف پیشانی، کتابی چہرہ کے ساتھ ہی رفتار و گفتار سے بھی ملیقہ مندی ظاہر ہوتی ہے کہ کتب میں اور سینما میں اس کے خاص اور دل پسند مشاغل ہیں۔

سحرانی

عقلاء کے خوابوں کی جیتی جاگتی تصویر، تصورات کی دنیا کا پہترین پیکر، نرم و نازک جسم، رخسارِ گلاب کے پھول، گیسو مجبو بانہ، چکدار دانت، خم دار کٹار سی بھویں، انھیں دو جامِ محبت، سینہِ محشرستان، آغوش ایک کھلا ہوا پھول، ڈرمی چیل اور شوخ و طراز، ہر وقت سیماپا سائے پر دہ فلمِ رجب آتی ہے تو ایک بھلی سی گوند جاتی ہے۔ اس کی ہر سکراہبث پر دل چاہتا ہے کہ بیشتر ہو جائے۔

۱۴ امر جنوری ۱۹۷۲ء کا دن بلاشیہ ایک پریہار اور پرکیف دن ہو گا

جب شکار پور (ندھ) کے ریگستان پر یہ ستارہ آفتاب ین کر چکا۔

برج رانی جو اس نام سے علمی دنیا میں بھی مشہور ہے۔ ندھ کیے ایک مشہور اور باعثت ہندو خاندان کی نونہال ہے۔ اثرِ مددیث تک علیم حاصل کرنے کے بعد علیمی لائسنس میں "اتانی جی" بن گئی۔ لیکن شروع ہی سے فلم بیانی کا بخبط تھا، جس نے آگے چل کر والہا نہ شوق کی صورت اختیار کر لی، اور رانی نے اپنے شوق اور دلی آرزوں کو چوتا اور پھر دیکھنے کے لئے سلسلہ میں بے تسلیف منڑا میں شرکت کر لی۔ اور یہ غلط ثابت کر دیا کہ

شکار پور میں احمدی ہی پیدا ہوتے ہیں بلکہ وہاں بھی حسن کاروں کی کمی نہیں اب
تک متعدد تصویریں فلمی ہیں عورت اور الٹی گنگا میں سائٹ ہریدمن کا
کام کیا اور ڈائراف جنگل اور بھاگتا بھوت میں بھیشت ہریدمن کے ایک ممتاز
کردار میں کیا ہے جو قینا قابل داد ہے بھاگتا بھوت اس کی انتہائی کامیاب
تصویر ہے۔

اس نے گانا علمی لائن اختیار کرنے کے بعد سیکھا ہے۔ اور سنانے کے
ناچنا اب سیکھ رہی ہے۔ سر دو تاں سلامت تو خیز آزمائی۔ ابتدائی
دور میں بیو ج رائے کو علمی لائن میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔ لیکن رفتہ رفتہ
یہ سب پر حادی ہو گئی اور اب تو یہ زندگی ما حصل نہ ندگی بن گئی ہے۔ علمی
دنیا کو اس سے بہت سی توقعات و ایستہ ہیں پہنچنا اور ناچنا اس کا نہیں
مشغله ہے۔

FILMI-TITLIAN



Mehrab



Durga Khote



Kusum Deshpande

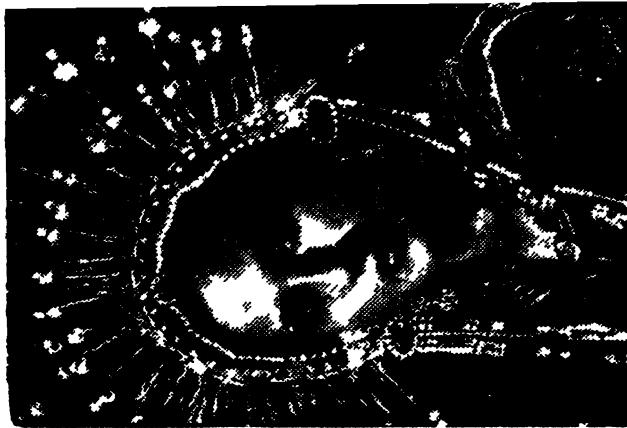
FILMI - FILM



Sardar Akhtar



Monieck



Rai Kumari

بیناپال

فلمی دنیا کا ایک تازہ شکوہ جس کی خوبیا بھی پریشان نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ بہت حد تک اپنے ہی دامن میں حصی ہوئی ہے۔ مس بینا نے ہندستان کے اس خطے میں جنم لیا ہے جسے نخات گی جنت کہا جائے تو بیجانہ ہو گا۔ یہ ملکتہ میں ۱۹۲۵ء میں ایک شریف بنکا لی گھرانے میں پیدا ہوئی، مادری زبان کے علاوہ انگریزی سے بخوبی واقع ہے۔

مخمور اور مدھمری آنھیں دل را پیشائی پیارے یارے رخار با نکے چتوں سینہ فتنہ قیامت سے بڑھ کر اس بینا کو دیکھنے کے لئے چشم تماشائی چاہئے۔

بنکا ل اپنے نغمہ و سرو دکی وجہ سے عالمگیر شہرت رکھتا ہے اور وہ کا بچہ بچہ موسیقی کا دلدار ہوتا ہے۔ بینا نے اسی خطہ نغمہ نواز میں جنم لیا، آنھیں کھولیں اور پروان چڑھی۔ پہلے تو ایک شریف بنکا لی لڑکی کی طرح خانہ داری کی زندگی گزارتی رہی لیکن نخات کی جو بجلیاں رگ و پی میں سرست کر کئی تھیں ان کی ایک ہی چمک نے اس کو بیتاب کر دیا اور وہ بینا کا یک ۱۹۳۳ء میں یونی پر وڈکشن کے پردہ سینے سے چمک اٹھی۔

”بھگت کبیر“ میں اس نے سادہ ہیر و ہن کا بہترین کام کیا ہے اس کے بعد بھائی پارادھ میں ہیر و ہن کے کردار کو نہایت کامیابی کے ساتھ پیش کیا اس کا یہ فلم عوام میں بہت مقبول ہوا۔ آئندہ اس سے فلمی دنیا کو بہت سی تھقفات میں سرما لوگ را دیکھنے کے بعد بھی یہ ابھی ایک الہور رکی ہے جسے گناہ اپنی جان کے برابر عزیز ہے اور شاید یہ بنگالی خیر کا خاتمہ ہے۔

کوشلیا دیوی

پرہوجہ سینم کی یہ نوٹھفتہ کلی جس نے ۱۹۴۹ء میں جان عالم اختریاً کی بیگنی بخیری لکھنؤ میں جنم لیا۔ بہذستان کے مشہور ڈانسر چھو مہاراج کی لڑکی ہے جس نے بھرت ملاب اور اجا لا وغیرہ غلموں کے ڈانس مرتب کئے ہیں۔ ماہر غن باپ نے بچپن ہی سے اپنے حسب دل خواہ اسے رقص و سرود کی تعلیم دی۔ پاپ کے کمال اور کاوشوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوشلیا سات سال کی عمری سے پرده پر جلوہ گریہ کر کر اپنی معصوم اداکاری کے سلسلہ میں خراج تھیں حاصل کرنے لگی۔ کوشلیا کاشمار ان ایکھر سوں میں ہوتا ہے جن کی تعداد امیکیوں کے گنی جاسکتی ہے۔ اور جنہوں نے اتنی کم عمری میں رقص سرود میں یاد طولی حاصل کر کے اپنی اداکاری کا سکر فلم میں دلوں پر جا دیا۔

اس کا شفات رنگ حسین پیشانی قغمور بخاہیں گول چہرہ اگدرا یا ہوا جو بن اٹھتی جوانی شوخ بخگاہیں۔ اجتماعی طور پر جمال و حسن کا ایک ایسا نمونہ ہے جس کی ہر ادا شوق کو دعوت دیتی ہے۔

گلاب کے چھولوں سے زیادہ حسین رخار۔ کنوں کی شکھڑیوں سے زیادہ نرم و نازک ہونٹ جو مسٹ کی گرمی قبول کرنے سے قبل ہی مر جا جائی۔

مشام جان گیسو ”جو شب فراق کی طرح سیاہ و دراز ہیں۔ سینہ کے زیر و بہم میں چام ار غوانی“ کی سنی بدستی آواز اس درجہ دلکش کہ جب الائچی ہے تو سننے والوں کے دل اور روح لذتوں کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں اس کی خسر سماں دوشیزگی کا خیال بھی انہاں پر محیت کا عالم طاری کر دیتا ہے اسکریں پر جب اپنی خسر خیڑا داؤں سے نمودار ہوتی ہے تو تماشا یوں کے دلوں سے الامان کی صدائیں بخلنے لگتی ہیں۔ اپنے اسی نام سے ۱۹۳۶ء پرنس موسیٰ ٹون میں ایک معصوم رٹکی کا کردار ادا کیا جیسے برمی ہجن نظروں سے یہ دیکھا گیا اس کے بعد بیوی ٹاکریز کی چند تصویروں میں اپنی ذہانت اور معصوم او اکاری کا منظاہرہ کرتی ہوئی نمودار ہوئی۔ اس چھوٹی سی عمر میں اپنے حسن شباب کے علاوہ ذوق کردار اور شوق نمود کی وجہ سے بہت جلد کامیابی حاصل کی جو بڑی بڑی جہاں دیدہ ایکٹرسوں کو نصیب نہ ہوئی۔ یہ ایک قابل مدت میں ورجنوں نلموں میں کامیاب کردار پیش کر کری ہے سادھنا کامرہ ایک ہی راستہ۔ مالا گھر کی لاج۔ ایشن ماٹر۔ زسی بجلت۔ بھرت بلاپ۔ رائے صاحب۔ سپنا۔ اسکوں ماٹر اور برات اس کی کامیابی میں ہیں جس میں اس نے اہم اور ممتاز کردار ادا کئے ہیں۔ ان میں سے ایشن ماٹر گھر کی لاج اور ماروی پبلک میں بہت مقبول ہوئے بالخصوص گھر کی لاج اس کا شاہکار کہا جاسکتا ہے۔ — نقادان نن کا خیال ہے کہ اگر اسے کسی کامیاب ٹوار کرٹر کے زیر ہدایات کام کرنے کا موقع ملا تو اس کے ذریعہ فلمی دنیا کی بہت سی آرزوں کی تکمیل ہو جائے گی۔ کو شدیا خیں دھملیں

ہونے کے ساتھ ساتھ مدد و رجہ خلیق ذہین ^۲ کے حد بے تکلف اور طنزار واقع ہوئی ہے۔ اس سے ایک بار تعارف حاصل کرنے کے بعد اس کی یاد کو فراموش کرنا آسان نہیں۔

رقص موسیقی اور فن اداکاری سے دیپسی کے علاوہ کتب بینی اس کا دیپ پ مشغله ہے۔ ان خصوصیات کے منظر اس کا تقبل کافی روشن نظر آرہا ہے۔

ستارہ

اسکرین کا یہ چکدار تاریخ ۱۹۱۹ء میں پرم پریت نیپال کی جبت ہے۔
 وادی گردھوال کے آسمان محبت پر طلوع ہوا۔ جنی یہ سورخ طارا اور چھل داڑ
 ورقا صہ حبس کی صوفیانیوں سے پردازی میں چک رہا ہے۔ بچپن ہی سے
 نہایت تیز اور چھل واقع ہوئی تھی میں دیکھنے کے بعد اس کے دل میں خود یعنی اسی
 طرح ادا کاری کرنے کا شوق انگڑا ایساں یعنی لگتا۔ یہ شوق رفتہ رفتہ عشق
 کی حد تک پہنچ کر ایک جنون بن گیا اور اس جنون کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے
 ذوق محنونا نہ تکمیل کیلئے المٹرا داؤں اور مشوقانہ انداز کے ساتھ سب سے
 پہلے ۱۹۳۳ء میں تریوک یعنی ٹون کے فلم (عورت کا دل) میں اپنی پا زیب
 کی جنگنگار کے ساتھ ساحر ان انداز میں رقص کرتی ہوئی اپنے بیتاب شوق کو
 لئے ہوئے فلمی دنیا پر اپنے حسین جو سر دھکلاتی ہوئی پوری تابانی کے ساتھ
 روشن ہوئی تاروں کی طرح روشن آنکھیں جن کی چک آنکھیں ملتے ہی دل
 میں اتر جائے۔ حسین چہرہ محبوب خدو خال تارے کی طرح جعل ملاتے ہوئے
 حسن کی ایک عجیم مثال ہے۔
 ہنسی ہے تو بجلیاں گرنے لگتی ہیں جب چلتی ہے تو سزا دل قائم تیز

تفنے اپنی چال سے پیدا کرتی ہوئی چلتی ہے۔ پیدائشی رقصہ ہے اسے پرہڑ سیمین کی شوخ ترین پری کہا جاسکتا ہے۔ رقص کرتے ہوئے جب دل غریب انداز سے جسم کو تھر کا کر آنکھیں چاڑ کرتی ہے تو راتوں کی نیندیں حسرم ہونیکا سامان ہمیا کر دیتی ہے۔

جب اپنی کافر ادائیں اور دلگیر انداز وادا کے ساتھ الھڑا دا بُد اور قیامت خیز انداز میں پردہ سیمین پر جگہتی ہوئی آتی ہے تو اس کا دلکش حسن آنکھوں میں چکا چوند اور دل میں ایک کک پیدا کر دیتا ہے اس دلکش یہ نہ صرف علمی مناظر پر بلکہ دلوں پر بھی چھا جاتی ہے اس کے چھوٹے سے سینے میں ایک نہایا سمجحت بھرا منظر دل ہے اور علمی محبت کے ساتھ زندگی کی عملی محبت میں بھی ایک طنزار مشوق کا کامیاب پارٹ ادا کر سکتی ہے۔ جیسے ایک زنگین ستی کبھی ایک چھوٹی کنچھڑی پر نظر آتی ہے اور کبھی دسہرے چھوٹ کامنہ چومتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح ستارہ کبھی ایک کی آرزوں کا مرکز بنتی ہے تو کبھی دوسروں کی تمناؤں کا مدفن۔ لیکن آجھی ستارہ کے کرم کا سورج مشر نظیر کی بخت افرادی کر رہا ہے یہ ایک زنگین طبع سو سائی گرل ہے اس لئے دنیا کی تمام زنگینیوں پر فرقہتہ رہتی ہے۔ اور ہر سو سائی کو اپنانا اپنانچھل حق سمجھتی ہے۔ ۱۹۳۴ء میں اس نے پہلا قدم وادی ثاب میں اور دوسرا علمی دنیا میں رکھا۔ (عورت کا دل) کی مقبولیت اور مشر محبوب کی بحکامہ الفقابت نے اسے ساگر مودی ٹون کی تصویر البرمال کیلئے منتخب کیا۔ اور اس میں اسے ایک ایسا کردار دیا جو اس کی طبیعت کے

نمیں مطابق تھا۔ اس کے بعد وطن میں انسے ایسی شاندار تسلیل بگاری پیش کی کہ جس سے ستارہ کا نام بچپن کی زبان پڑا گیا۔ اس کے بعد اس نے اچھوت، آج کا ہندوستان سوسائٹی، پوچھا، روپی کو رکھ آیا بخوبی غیرہ میں اپنے کردار کو نہایت کامیابی سے ادا کیا۔ ۱۹۳۸ء میں اس نے گورنمنٹ میں حصہ حاصل کیا اس کی تازہ ترین قدمیں۔ اندر ہیرا، لکھنؤ، دکھنکھا، بھلائی، نستے چھپھاڑ اور سوامی میں وطن اور پوچھا اس کے شاہ بکار ہیں۔

یہ صرف ایک شوخ رفاقتہ ہی نہیں بلکہ ایک نہایت کامیاب مسئلہ بھی ہے یہ اپنے پارٹ کو خوب سمجھتی ہے اور اس میں غرق ہو کر مناطر پر اس طرح چھا جاتی ہے کہ بڑی بڑی ماہر فن ایکٹریں منہ دیکھتے رہ جاتی ہیں۔ ستارہ ان چند اسٹارس میں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں جو ادآکاری میونیکی اور رقص میں ایکساں مہارت تامہ رکھتی ہیں۔ اس کی پا زیب کی ایک جھنکار اس کے کردار کی ادائیں اور اس کے نمایات کی سحر انگیزیاں اگر یہ مقدرت رکھتی ہیں کہ وہ نوجوان دلوں کو زندہ درگور کر دیں تو ایک ایسی ہستی بھی ہے، کہ جس کے تیر بگاہ کی یہ خود بھی شکار ہے اور یہ ہیں مژنڈیں بھلکل جائے دا۔ یہ اپنی پرائیویٹ زندگی میں نہایت بے تحفظ اور ایک شوخ سوسائٹی گرل نظر آتی ہے۔ رقص و سرود اور شادی اس کے دل پسند مشافل ہیں۔ ایک چھپل اپنے درجنگ گرل!

شنبہ

نشیلی آنکھیں خوبصورت ابڑو۔ میکھے چتوں، دل ربا پیشانی، پیارے خدا،
 پھول ساچھرہ جسم خوبصورتی کے سانچے میں ڈھلا ہوا۔ بیس گمراہ سرا دیکھنے
 کے بعد بھی سینہ کافیشیب پورا زیکرہ رہا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔“
 اس کا اصلی نام سعیدمودھی ہے ۱۹۴۵ء میں لاہور میں ایک تاجر
 خاندان میں پیدا ہوئی۔ اور اس تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے دلی ذوق
 کی تحریک کے لئے ۱۹۶۷ء عہد و شفuo کے عملہ میں شریک ہو گئی۔ آج کل رنجیت کی
 مقاز ترین مشکلہ ہے یہ میں سالہ حسینہ کو یا جوانی کی راتیں مرادوں کے دن
 بسر کر رہی ہے۔ یقینی سچے تو نسیم کی سی نزاکت کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا
 ہے کہ جسم نازک کی مراد اسے عربی کر رہی ہے اور اس کا سر قدم کسی شاعر کے
 دھڑکتے ہوئے دل پر پڑ رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ ایک ایسا ناوکر ہے
 جو دم پھر میں دل شکار کر لے۔ ہوا کے نسیم کے جھوٹکے لہلہاتے ہوئے
 سکھن کی فضائے معطر کرتے ہیں لیکن ایکسر سعیدم نے جلوؤں کی ضیا پاتیاں اور
 شرخ ادا میں دل کے غنچے کھلاتی ہیں یہ المڑ حسینہ ہمیشہ جوانوں کے بندبآ
 سے ٹھیک رہتی ہے۔ اسے پارمان سینوں سے جوان دلوں کو شکار

کرنے کا ڈھنگ خوب معلوم ہے۔ یہ سیما ب پا ہر وقت پارے کی طرح سے
بیقرار رہتی ہے۔ اس کا حسن اضطراب اور چیل ادا میں بوڑھے دلوں میں
بھی جوانی کی بے قرار نسخی پیدا کر دیتا ہے۔ کنیادان، جادو، کاشہر، یاغی، رالدار،
ٹوفان میل کی واپسی، ڈھنڈھورا، ہمان، پیاس، اور پردیسی۔ اس کی مشہود
فلمیں ہیں۔

اگرچہ عام طور پر اس کا شمار ملک کی اچھی ایکٹرسوں میں نہیں کیا جاتا
ہے لیکن پھر بھی یہ ایک مخصوص طبقہ میں کافی ہر لعزیز ہے یا مئیں کنیادان اور فرمادا سکی
تازہ ترین تصویریں ہیں۔ کالیداں اور پانسری میں اس نے نمایاں کردار
پیش کیا ہے۔ پانسری اس کا شاہکار ہے اگر پر ایت کا رکی توجہ اس پر
مرکوز رہے تو یہ جذبائی کی کر کر کو بوڑی خوبی سے ادا کر سکتی ہے۔

جیسے بہت سے لوگ اس سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسی طرح یہ خود
بھی دنیا کی بہت سی چیزوں سے دلچسپی رکھتی ہے۔ سکانا۔ فلم دیکھنا۔ اور
ادا کاری اس کے محبوب مشغله ہیں۔

•